قافلے دیکھ اور ان کی برق رفتاری بھی دیکھ
رہروِ درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ
فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر
ان کی آزادی بھی دیکھ ان کی گرفتاری بھی دیکھ

Hold Fast to the Rope of Allah together & be not divided

فرقہ وارانہ منافرت اور مذہبی گروہ بندی پر فیصلہ کن

دھماکہ

چودھویں صدی میں انگریز کے اشارے پر جس شخص نے مسلمانوں میں تفرقہ ڈالا
اور تکفیر جاری کی اسے سمجھے بغیر آپ اتحاد کو واپس نہ لوٹ سکیں گے۔

امت کو مار دھاڑ کا فرنیا بناکر
اسلام ہے شرانگیز ممنوں بہت تمہارا

Edited by:
Nazim Anjman Khuddam al-Tawhid wa al-Sunnah
23 Whitby Road, Birmingham, U.K.

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آکر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہے

(مولانا احمد رضا خاں)

جب بدعت کا لاوا تیزی سے ابل رہا تھا اور اس میں
ڈوبنے والوں کی زبانیں تکفیر مسلمین کی پیپ سے تر تھیں
تو اہل زلزلہ پر ۲۷ اپریل ۱۹۷۵ برمنگھم میں ایک زبردست

دھماکہ

ہوا وہ اس کے نیچے تڑپے کچھ پھڑکے اور پھر ہمیشہ کی
نیند سو گئے اس دھماکہ کے کھنڈرات میں آپ کو ایک
جدید مذہب کا تعارف ملے گا یہ زلزلہ شکن آواز ایک
مذہبی خودکشی کی صدائے بازگشت ہے۔

ترتیب ناظم اعلیٰ انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم ۲۳ وٹ بی روڈ برمنگھم ۱۲

تعارف

بسم اللہ السمیع العلیم والصلوٰۃ والسلام علی النبی الکریم وعلی آلہ و
اصحابہ واتباعہ اہل التعظیم والتکریم اما بعد

یہاں زیادہ تر مزدور طبقے کے لوگ ہیں جو مصروف ہیں اور انتہائی مصروف — ان کے
پاس فرقہ پرستی کے بندھنوں اور مذہب کے جھگڑوں کے لئے وقت نہ تھا اور نہ وہ چاہتے
تھے کہ یہاں فرقہ بندی کی فضا پیدا ہو — مگر افسوس کہ چند فرقہ پرستوں نے یہاں بھی وہی کاروبار
کھول لیا جس سے لوگ اپنے ملکوں میں بھی تنگ آئے ہوئے تھے پیرانِ عظام کی ایک قطار لگ گئی
سوداگری ہونے لگا مولانا احمد رضا خاں کے پوتے اپنے دادا کی تکفیری دستاویز لے کر یہاں پہنچے
مولوی محمد عمر اچھروی کو دعوت دی گئی وہ فوت ہو گئے ان کا لڑکا آ گیا بھارت سے دو مولوی آئے
جنہوں نے اماکن مقدسہ کی حفاظت کے عنوان سے بریلوی مذہب کا تکفیری ادارہ ورلڈ اسلامک مشن
قائم کیا مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جا کر وہاں کے اماموں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی تلقین کی لوگوں کو
بتایا کہ سعودی عرب پر کفار کا قبضہ ہے وہابیہ نجدیہ سب کافر اور مرتد ہیں نہ ان کی نماز نماز ہے نہ
ان کے پیچھے نماز نماز۔

۱۹۷۴ میں طے کیا گیا کہ بھارت کے ان مولویوں کے ساتھ صدر پاکستانی ہو جو
حکومتِ پاکستان کے خلاف کام کر سکے مولانا شاہ احمد نورانی اس مشن کے صدر مقرر ہوئے مولانا
اپنے ایک ٹولے کے ساتھ ۱۹۷۵ میں بھی انگلستان آئے ان کے ساتھ کرایہ پر لایا ہوا ایک
مولوی بریلوی مذہب سے اختلاف رکھنے والوں کو برسرِ عام سکھوں سے بدتر کہتا رہا مولانا
نورانی اس خدمتِ اسلام پر خوش تھے اور ان کی خاموشی اس ستم کار کو دادِ ستم دیتی رہی مولانا نورانی
نے بریڈ فورڈ کی ایک مجلس میں افغانستان سے تعاون لینے کا بھی اشارہ دیا۔

سعودی عرب کے خلاف ورلڈ اسلامک مشن کی سرگرمیاں شروع سے تیز تھیں حکومت

پاکستان کی مخالفت مولانا نورانی کی آمد ثانی سے شروع ہوئی روزنامہ ملت لندن کی اطلاع کے مطابق ورلڈ اسلامک مشن کے جنرل سیکرٹری نے بریڈ فورڈ کی ایک مجلس میں پچھلے سال ان خیالات کا اظہار کیا تھا۔

"شاہ فیصل کو پاکستان اور عالم عرب خواہ مخواہ اہمیت دے رہے ہیں یہ نجدی وہابی ہیں جو قادیانیوں سے زیادہ خطرناک ہیں اس کی حکومت کا تختہ الٹ دینا چاہیئے یا اسے ختم کر کے کسی دوسرے اچھے عرب کو لانا چاہیئے۔"

روزنامہ ملت لندن ۲۹ر اپریل

اس کے ساتھ ہی بھارت کے ماہنامہ "المیزان" بمبئی نے جو سید محمد مدنی میاں کی سرپرستی میں نکلتا ہے اعلان کر دیا تھا کہ وہابیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے (المیزان دسمبر ۷۴ء صا۱)

جلالۃ الملک شاہ فیصل مرحوم کی شہادت سے لوگ جاگ پڑے ہر جگہ پوچھنے لگے کہ بریلوی مذہب کیا ہے؟ جو لوگ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر کافروں کا قبضہ بتلاتے ہیں ان کا اپنا تعارف کیا ہے؟ اس قسم کے سوالوں کا جواب آپ کو اس رسالہ میں ملے گا اس میں جو عقائد اور نظریات درج ہیں وہ سنی نظریات نہیں بریلوی مذہب کی تفصیلات ہیں جو ہم نے ۲۶ر اپریل کے درس اور ۲۷ر اپریل کے جلسہ تعارف سے حاصل کی ہیں۔
سنی مسلک وہ ہے جو کتاب و سنت کی روشنی میں خلفائے اسلام اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ اور مجدد الف ثانیؒ جیسے بزرگوں سے منقول ہے بریلوی مذہب ان بزرگوں کا طریقہ نہیں مولانا احمد رضا خان قوم بڑیچ کا مذہب ہے جنہیں یہ لوگ مجدد مانتے ہیں۔ اس رسالہ کے ذریعے جن دوستوں کو بریلوی مذہب سے توبہ کرنے کی توفیق ملے ان سے دعا کی درخواست ہے اللہ تعالیٰ ہمیں سنی عقائد پر استقامت بخشیں ؎

نہ تم طعنے ہمیں دیتے نہ ہم فریادیں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

ناظم اعلیٰ انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم

بریلوی مذہب کی فہرست

حاشیہ ص ۱

مدینہ شریف پر کفار کا قبضہ نہ ہو سکے گا۔

ل مرزا غلام احمد قادیانی وہاں نہ جاسکا تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
علی انقاب المدینۃ ملائکۃ لا یدخلہا الطاعون ولا الدجال (متفق علیہ) فرشتے مدینہ شریف کا پہرہ دے رہے ہیں وہاں طاعون اور دجال داخل نہ ہو سکیں گے لا یدخل المدینۃ رعب المسیح الدجال لہا یومئذ سبعۃ ابواب علی کل باب ملکان (رواہ البخاری) مدینہ شریف میں دجال اکبر کا رعب داخل نہ ہو سکیگا اس دن مدینہ شریف کے سات دروازے ہونگے ہر دروازے پر دو فرشتے پہرہ دینگے فرمایا: یاتی المسیح من قبل المشرق ہمتہ المدینۃ حتی ینزل دبر احد ثم تصرف الملئکۃ وجہہ قبل الشام وہنالک یہلک (رواہ مسلم) دجال مشرق کی طرف سے مدینہ کے ارادے سے نکلے گا احد پہاڑ کے پیچھے نزول کریگا پھر فرشتے اس کا رخ شام کی طرف پھیر دینگے اور وہاں وہ ہلاک ہوگا۔ من اراد اہل ہذہ البلدۃ بسوء یعنی المدینۃ اذابہ اللہ کما یذوب الملح فی الماء (رواہ مسلم) جو شخص مدینہ شریف کے لوگوں سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے اسطرح گھلا دینگے جسطرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے فرمایا مدینہ اسطرح لوگوں کو صاف کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے (متفق علیہ)۔ حضورؐ نے مدینہ شریف میں خواب دیکھا کہ ایک سیاہ رنگ عورت جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں مدینہ سے نکل گئی ہے آپؐ نے تعبیر بتائی کہ بیماری مدینہ سے نکل گئی ہے۔ جو لوگ مدینہ شریف پر کافروں کا قبضہ بتاتے ہیں اور وہاں جا کر وہاں کے اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے برملا کہتے ہیں کہ وہابیہ نجدیہ کافر ہیں نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز ہے وہ قوم کو یہ تصور دے رہے ہیں کہ مدینہ شریف پر کفار کا قبضہ ہے اس قسم کا غلط پروپیگنڈہ کرنیوالے لوگ در اصل بریلوی ہیں سنی نہیں۔ وہ لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے اپنے آپ کو سنی کہتے ہیں موسم حج میں مکہ معظمہ میں جب جمعہ کی نماز ہوتی ہے تو اکناف عالم کے مسلمان یہ ایمان افروز مشاہدہ کرتے ہیں کہ ۹۹ فیصدی مسلمان مسجد حرام کے امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں صرف ایک فیصدی (بلکہ ہزار میں سے ایک) ایسے بدبخت ہونگے جو وہاں بھی اپنے فتنے سے باز نہیں آتے اور مسجد حرام کی باجماعت نماز سے محروم واپس لوٹتے ہیں۔ وہاں پتہ چلتا ہے کہ دنیائے اسلام میں بریلویوں کی تعداد ایک فیصدی سے زیادہ نہیں۔

PREFACE مقدمہ

الحمد للّٰہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہٖ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ امّا بعد

مسلمانوں میں اختلاف پیدا کرنے کی ضرورت

صدی کی ابتدا تھی مشرق کی سیاست میں مسلمانانِ ہند ترکوں کا ساتھ دے رہے تھے انگریز ترکوں کے خلاف تھے ترکی سلطان عبدالحمید کی خلافت کا تصور ان کے لئے لرزہ خیز تھا برصغیر میں عجیب کشمکش تھی اس وقت مسلمانوں میں سخت اتحاد کی ضرورت تھی ایسا اتحاد جس میں کوئی رخنہ نہ پڑ سکے۔ بریلی سے مولانا احمد رضا خاں اٹھے اور آپ نے دو کام سر انجام دیئے۔

۱۔ مسلمانوں کو بتایا کہ خلافت ترکوں کا حق نہیں عربوں کا حق ہے عرب اس وقت منظم نہ تھے کمزور تھے مسلم ممالک میں ٹرکی سب سے طاقتور تھا اور پورے یورپ پر اس کا رعب کا تھا "اعلیٰحضرت" نے ایسے نازک وقت میں دوام العیش کے نام سے ایک مستقل رسالہ لکھا کہ خلافت ترکوں کا حق نہیں اس وقت یہ بحث نہیں کہ مسلم مفادات کی کتنی لاشیں اس کتاب کے نیچے تڑپی ہوں گی مصنف اس کی جوابدہی کے لئے خود اللہ کے حضور میں پیش ہیں ہم مزید تبصرہ نہیں چاہتے ؎

قریب ہے یارو روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر
جو چپ رہے گی زبان خنجر لہو پکارے گا آستیں کا

۲۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے دوسرا کام یہ کیا کہ مسلمانوں کو ایک نئے اختلاف سے روشناس کیا کیسا اختلاف؟ ایک عجیب اختلاف؟ جو اختلاف اتحاد ملی کی ہڈیاں توڑ دے ایک خدا۔ ایک رسول۔ ایک قبلہ اور ایک کتاب کے بھٹکے ہوئے مسلمانوں میں کفر و اسلام کے دو محاذ بتلائے اور مسلمانوں کو آپس میں لڑا دے۔

اسلام کی پچھلی بارہ صدیوں میں مسلمانوں میں صحابہ کرامؓ پر کچھ اختلاف تھا یا مجتہدین عظام کی عملی راہیں کہیں کہیں مختلف تھیں لیکن شاہراہ ایک تھی اور اسی سے اسلام کا ہر قافلہ آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا سنی شیعہ اختلافات تھے یا حنفی شافعی اور اہل حدیث قسم کے اختلافات تھے پر خدا اور اس کے رسولِ پاک پر اختلاف کبھی نہ سنا تھا خدا اور رسولؐ کو سب مسلمان مانتے تھے اور ان ناموں پر وقت کی ہر ضرورت میں قربانی بھی دیتے تھے انہی ناموں پر ملت کا شیرازہ جمع ہوتا تھا۔

اختلاف کی نئی شاہراہ

مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بتایا نہیں، مسلمانوں میں بھی کئی ایسے لوگ ہیں جو خدا اور اس کے رسول کو نہیں مانتے خدا پر جھوٹ بولنے کا الزام لگاتے ہیں اور اس کے رسول برحق سے دشمنی رکھتے ہیں مولانا مذکور نے کچھ علماء کے الفاظ میں کھینچا تانی کر کے ان کی عبارات میں اپنے معنی داخل کئے اور اپنے الزامات کی مسلسل یلغار سے مسلمانوں میں کفر و اسلام کے دو محاذ قائم کر دیئے جن خوش نصیبوں کو حق تعالیٰ نے انگریز کی پالیسی Divide and Rule سمجھنے کی توفیق دی تھی وہ اس دام فریب میں نہ آئے وہ یہی کہتے رہے کہ مسلمان ہونے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ خدا اور اس کے آخری رسولؐ کو مانتے ہیں خدا اور رسولؐ کے ماننے پر مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں۔

عملی زندگی میں احکام شریعت کی پابندی ضرورت پر اس کے لئے مالی اور جانی قربانی دوسروں کو اسلام کی علماً عملاً اور اور تبلیغاً دعوت دیتے رہنا اور اس پر سالہا سال سے محنت کرتے چلے آنا ان لوگوں کو میسر نہیں آ سکتا نہ اس کی توفیق ملتی ہے جو منافق ہوں اور صرف ظاہر داری سے کلمہ پڑھ رہے ہوں قرآن کریم نے مومن اور منافق کے جو فاصلے بتلائے ہیں وہ ان حالات پر منطبق نہیں ہوتے جو انگریزی عملداری میں مسلمانانِ ہند کے تھے مسلمانوں میں کفر و اسلام کے دو محاذ قائم کر کے ملت کے دو ٹکڑے کرنا نہ صرف اپنی آخرت کو برباد کرنا ہے بلکہ دنیا میں بھی اپنی قومی زندگی کو شدید زخمی کرنا ہے اور شاید یہ زخم کبھی مندمل نہ ہو سکیں۔

اے آنکھوں والو! عبرت حاصل کرو ۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی ۔۔۔ یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

جب حال یہاں تک پہنچے کہ مسلمانوں میں خدا اور اس کے رسول کو ماننا بھی اختلافی مسئلہ بنا دیا جائے تو پھر اسلام کی کشتی کس کنارے لگے گی ؟ یہ ہم سب کے سوچنے کی بات ہے ہم نہیں سمجھتے کہ کوئی شخص لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کو لائق عبادت جان کر اور اس کے رسول برحق کو آخری رسالت مان کر اور اپنے ان اقرارات پر ہر طرح کی مالی اور جانی قربانی کر کے بھی خدا اور اس کے رسول کا نہ ماننے والا ہو سکتا ہے ۔

تحریک کی اہمیت

یہ تصور اسلام کی تیرہ صدیوں میں نہ تھا چودھویں صدی میں ایک "اعلیٰ حضرت" نے مسلمانوں میں کفر و اسلام کے فاصلے قائم کرنے میں بڑی محنت کی یہ کام کسی چھوٹے حضرت کا نہ تھا اس کے لئے واقعی "اعلیٰ حضرت" کی ضرورت تھی مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اس کام کا ذمہ لیا اور بریلی سے یہ تحریک شروع کی اپنی کتابوں میں ایک مذہب پیش کیا اور دوسروں کو اپنی اتباع کی تمہیں اپنے مذہب پر چلنے کی دعوت دی آپ کے ماننے والوں نے آپ کو اعلیٰ حضرت کہا اور کئی ایسے لوگ جو پہلے امام ابوحنیفہؒ کے مذہب پر تھے مولانا احمد رضا خاں کے مذہب پر آ گئے اور بریلوی مذہب ایک باقاعدہ شکل اختیار کر گیا ۔

مذہب کی نسبت کس کی طرف ہوتی ہے

اللہ کا پسندیدہ دین اسلام ہے اجتہادی مسائل میں مذہب کی نسبت مجتہدین کی طرف ہوتی ہے مذہب کی نسبت اتباع اور پیروی کی غرض سے اللہ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی طرف ہوتی ہے تو وہ صحابہ کرامؓ اور مجتہدین عظام ہیں ہاں امتحان اور تعارف کے لئے آپ کسی سے بھی پوچھ سکتے ہیں کہ تیرا مذہب

کیا ہے؟ لیکن اتباع اور پیروی کی غرض سے مذہب کی نسبت مجتہدین کے بعد کسی شخص نے اپنی طرف نہیں کی۔

چودھویں صدی میں اپنے

میرے دین و مذہب پر چلو (اعلیٰ حضرت کی وصیت)

مذہب کی پیروی فرض کرنے والے یہ کون صاحب ہیں؟ یہ نیا مذہب جس میں ایک ایک سنت پر بدعت کے سو سو غلاف چڑھائے ہیں کس نے ایجاد کیا؟ اس مذہب کے عقائد و مسائل کیا ہیں؟ آئیے اعلٰحضرت سے تعارف کیجئے۔ ان کے ماننے والے سب حضرت ہیں اور یہ خود اعلٰحضرت بڑے حضرت ہیں۔

آپ نے اپنے نظریات کو اپنا مذہب کہا ہے یہ کسی کی زیادتی نہیں ان حضرت کی اپنی ایجاد ہے اعلیٰ حضرت نے اپنے آخری وقت میں اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ شریعت کی پیروی تو حتی الامکان مگر ان کے مذہب کی پیروی کو سب سے بڑا فرض جانیں۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب اپنے وصایا شریف میں تحریر فرماتے ہیں۔

> رضا حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ اللہ توفیق دے۔ والسلام۔
>
> ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ دستخط فقیر احمد رضا غفرلہٗ بقلم خود

اعلٰحضرت اپنے دین و مذہب کے لئے حدیث و فقہ کی کتابوں کا نام لیتے تو میرے دین و مذہب سے اسلام بھی مراد لیا جا سکتا تھا مگر اس کے ماخذ کے طور پر انہوں نے ان کتابوں

کی ترغیب نہیں دی اپنی کتابیں بتلائیں۔ امام ابو حنیفہؒ نے اپنے شاگردوں سے فرمایا تھا کہ جب تمہیں صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے تم میری بات چھوڑ دو اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پر عمل کرو مگر اعلیحضرت نے حدیث و فقہ کی بجائے اپنی کتابوں کی ترغیب دی اور اپنے مذہب کی پابندی ہر فرض سے اہم تبلائی۔ شریعت کی پابندی حتی الامکان بتانا اور اپنے مذہب کی پیروی کو فرض بتلانا اس بات کی صراحت ہے کہ اپنے دین و مذہب سے ان کی مراد شریعتِ محمدی نہ تھی اپنا علیحدہ مذہب تھا۔

مذہبی خودکشی کی شرمناک مثال

بریلوی مذہب کے ایک صاحب ارشد نامی[1] کے ہیں آپ نے مولانا عاشق الٰہی میرٹھی کی کتاب میں کہیں دیکھ لیا کہ مولانا رشید احمد صاحبؒ نے اپنی اتباع کا کہا تھا۔ اس پر ارشد صاحب لکھتے ہیں :-

> نائب رسولؐ ہونے کی حیثیت سے علماء کرام کا منصب صرف یہ ہے کہ وہ لوگوں کو اتباعِ رسولؐ کی دعوت دیں اپنے اتباع کی دعوت دینا قطعاً ان کا منصب نہیں ہے۔ (زلزلہ ص ۱۳۷)

ارشد صاحب نے جس نفیس پیرایہ میں اعلحضرت کے مذہب کا خون کیا ہے ہم اس کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے لیکن ہم قوم کے سامنے یہ استغاثہ پیش کرنے پر مجبور ہیں کہ ارشد صاحب نے یہاں مولانا احمد رضا خاں صاحب کا نام کیوں نہیں لیا جب ان کے قلم کی تلوار کا لہو اعلحضرت پر جلی صورت میں ٹپکا ہے تو وہ کون سا داعیہ ہے جو انہیں اعترافِ حق سے روکتا رہا مذہبی انحراف کی ایسی شرمناک مثال کسی فرقے کی تاریخ میں شاید ہی مل سکے۔

---

[1] یہ وہی صاحب ہیں جن کا معافی نامہ روزنامہ ملت مئی میں شائع ہوا ہے انہوں نے اقرار کیا ہے کہ عبارت پڑھے بغیر انہوں نے اس پر اعتراض کر دیا تھا۔

ایک صحیح الدماغ آدمی یہ سوچے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اس قسم کی عبارتیں جب احمد رضا خاں صاحب کے قلم سے نکلتی ہیں تو بریلوی حضرات انہیں عین اسلام قرار دیتے ہیں اور ایسی کوئی بات خواہ اپنے الفاظ میں ان سے کتنی ہی کمزور اور سادہ کیوں نہ ہو جب دوسروں کی زبان سے سنتے ہیں تو ان لوگوں کے دل و دماغ کا لاوا ابلنے لگتا ہے یہ کیا انصاف ہے حق کا کیا یہی تقاضا ہے کہ وہی بات جب اپنے بزرگوں کے منہ سے نکلے تو شیر مادر کی طرح ہضم ہو جائے اور جب دوسروں سے وہی بات سامنے آئے تو آنکھوں میں تنکے کی طرح کھٹکنے لگے

؎ غیر کی آنکھوں کا تجھ کو تنکا آتا ہے نظر ؛ دیکھ غافل آنکھ اپنی کا ذرا شہتیر بھی

علم و دیانت کا یہ فیصلہ نہیں کہ اپنے اور بیگانے میں فرق کر کے عبارتوں کے الزامات قائم کئے جائیں۔ حق یہ ہے کہ ارشد صاحب کی مذکورہ تھرمو نے خود بریلوی مذہب کا خون کیا ہے اور ان کے قلم کا یہ خون اعلحضرت پر گرا ہے۔ مزید تفصیل چاہیئے تو بریلویوں کی تفرقہ انگیز تقریروں اور ان کے فرقہ وارانہ ماحول میں جاکر دیکھئے ان کے اسلامی تصورات سنیئے اور ان پر غور کیجئے اور پھر ان کی روشنی میں بریلوی مذہب جس کے نمونے اعلحضرت کی کتابوں میں ملتے ہیں ان کا جائزہ لیجئے اگر آپ محسوس کریں کہ بریلوی حضرات ان عبارتوں کی توجیہ اپنے عمومی افکار کی روشنی میں کریں گے اور ان عبارتوں کے اشتباہ کو اپنے دوسرے محکم نظریات کی روشنی میں حل کریں گے تو سوال یہ ہے کہ وہ یہ حق کیا دوسروں کو بھی دینے کے لئے تیار ہیں یا نہ ؟ ہم قوم کے سامنے استغاثہ پیش کئے دیتے ہیں کہ جو امور وہ اپنے بزرگوں کے حق میں جائز سمجھتے ہیں وہ انہیں دوسروں کے بارے میں کیوں شجرۂ ممنوعہ قرار دیتے ہیں نہ صرف یہ بلکہ دوسروں کو کافر قرار دینے میں نہ ان کی زبان کٹتی ہے نہ قلم تھمتا ہے اور دنیا حیرت سے کفر کی اس گولہ باری کا نظارہ کر رہی ہے۔

بریلوی تکفیر کی گولہ باری

اس حقیقت سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ بریلوی مذہب کے بانی احمد رضا خاں صاحب آنجہانی جناب عبد الوہاب صاحب نجدی (۱۲۰۶ھ) اور ان کے تمام پیروکاروں کو کافر اور مرتد سمجھتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا

حرام جانتے ہیں نہ ان کی نماز جنازہ کے قائل ہیں نہ ان کے لئے ایصالِ ثواب کو جائز سمجھتے ہیں یہ لوگ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ جا کر بھی وہاں کی باجماعت نماز وں سے محروم واپس لوٹتے ہیں ان محرومان قسمت کے پیشوا جناب احمد رضا خاں صاحب ان وہابیہ کو قادیانیوں کے ساتھ ملاتے ہوئے لکھتے ہیں :-

وہابی رافضی قادیانی وغیرہم کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز انہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے۔ (ملفوظات حصہ اوّل صہ ۸۴)

رافضی تبرائی وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد قادیانی چکڑالوی نیچری ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار قطعی ہیں اگر چہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیز گار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں۔ (احکام شریعت حصہ اوّل صہ ۱۲۲)

نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز بالفرض وہی جمعہ یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ مل سکے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے۔ (احکام شریعت حصہ اوّل صہ ۱۲۹)

عرضی :- وہابیوں کی بنوائی ہوئی مسجد مسجد ہے یا نہیں ؟

ارشاد :- کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے۔ (ملفوظات حصہ اوّل صہ ۱۱۸)

آج کل کے روافض تو عموماً ضروریاتِ دین کے منکر اور قطعاً مرتد ہیں ان کے مرد یا عورت کا کسی سے نکاح ہو سکتا ہی نہیں ایسے ہی وہابی قادیانی دیوبندی نیچری چکڑالوی جملہ مرتدین ہیں کہ ان کے مرد یا عورت کا تمام جہان میں جس سے نکاح ہو گا مسلم ہو یا کافر اصلی یا مرتد انسان ہو یا حیوان[1] محض باطل اور زنا خالص ہو گا اور اولاد ولد الزنا عالمگیریہ میں ظہیریہ سے ہے۔ احکامھم احکام المرتدین۔ (ملفوظات حصہ دوم صہ ۱۰۰)

---

[1] اسلام میں حیوان سے نکاح ہونے کی کوئی صورت نہیں، بریلوی مذہب میں اس کی کیا صورت ہے۔ یہ مولانا محمد عمر اچھروی کو معلوم تھی۔

بریلوی تصویر کا دوسرا رُخ

۲۵ مارچ ۱۹۷۵ء کو والی حرمین شریفین شاہ فیصل مرحوم شہید کئے گئے اس لرزہ خیز واردات سے پورا عالم اسلام لرز اٹھا یہ وفات پوری دنیا کے لئے ایک عظیم سانحہ تھی بریلوی عقیدے کے مطابق وہابیہ نجد کے سرخیل شاہ فیصل کی نماز جنازہ نہ نماز تھی نہ بریلوی ان کے اور انکے مقرر کردہ اماموں کے پیچھے حرمین شریفین میں نماز پڑھنا جائز سمجھتے تھے بریلوی ان کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں کہ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز۔

انگلینڈ میں بریلویوں کی مرکزی تنظیم جمعیت تبلیغ الاسلام بریڈ فورڈ ہے ان کے خطیب مولانا ابوالمحمود نشتر اور نائب ارشد القادری ہیں ان کے پیر معروف حسین نوشاہی ہیں اور صدر راجہ عارف ہیں شاہ فیصل کی شہادت پر چاروں بریلوی زعماء نے اپنے ہاتھوں اپنے مذہب کا خون کیا ہے برطانوی بریلویت کی تاریخ سے شاید ہی یہ دھبہ کبھی دھل سکے معلوم ہوا ہے کہ اس مذہبی خودکشی کے بعد ارشد القادری صاحب نے ایک توبہ نامہ شائع کیا ہے کہ وہ آئندہ سیاست میں دخل نہ دیں گے[1]

مذہبی خودکشی کا سانحہ

روزنامہ ملت لندن کی ۲۸ مارچ کی اشاعت میں جمعیت تبلیغ الاسلام بریڈ فورڈ کی مذہبی خودکشی کا یہ سانحہ اس طرح درج ہے۔

بریڈ فورڈ — جمعیت تبلیغ الاسلام کے عارف نوشاہی نے شاہ فیصل کی شہادت پر شاہ خالد اور برطانیہ میں سعودی عرب کے سفیر کے نام اپنے تعزیتی تار میں کہا ہے کہ شاہ فیصل کی شہادت عالم اسلام کا ناقابلِ تلافی نقصان ہے جمعیت کل بعد از نمازِ جمعہ مرحوم کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے قرآن خوانی کا اہتمام کر رہی ہے۔

روزنامہ جنگ لندن کی یکم اپریل ۱۹۷۵ء کی یہ خبر پڑھئے اور بریلویوں کی مذہبی خودکشی پر سر دھنیئے۔

---

[1] دیکھئے اردو روزنامہ "ملت" لندن ۱۹ مئی ۱۹۷۵ء

بریڈفورڈ ۱۳؍مارچ (نمائندہ جنگ) جامع مسجد تبلیغ الاسلام ساؤتھ فیلڈ سکوائر میں خطبہ جمعہ سے پہلے ایک جلسہ میں شاہ فیصل کی شہادت کو عالمِ اسلام کے لئے ناقابلِ تلافی نقصان قرار دیا گیا۔ امام مسجد مولانا ابوالمحمود نشتر نے اپنی تقریر میں کہا کہ اس زمانہ میں ایسا شخص جس نے عالمِ اسلام کو ایک لڑی میں پرونے کی کوشش کی اور اس میں ایک حد تک کامیاب ہوا ان کا اس طرح سے ناگہانی طور پر جدا ہونا انتہائی رنج کی بات ہے نماز جمعہ کے بعد مرحوم کے ایصالِ ثواب کے لئے مسجد میں قرآن خوانی کی گئی۔

دیکھئے وہابیہ نجد کے سرخیل جن کے مقرر کردہ اماموں کے پیچھے کبھی نماز جائز نہ تھی اب کافر نہ رہے مرحوم ہو گئے ان کے لئے ایصالِ ثواب جائز ہو گیا اور ان کی تعزیت بھی ان لوگوں کا دینی کام بن گئی مذہبی انحراف کی اس سے زیادہ واضح مثال شاید ہی تاریخ میں مل سکے۔

بریلویوں کی مذہبی خودکشی جس طرح ارشد القادری صاحب کی جمعیت تبلیغ الاسلام کے ہاتھوں عمل میں آئی اس سے بریڈفورڈ بلکہ انگلینڈ کے سارے بریلوی حلقے چونک اٹھے ان میں سے جو لوگ کچھ بھی اللہ کا خوف رکھتے تھے اپنے ضمیر سے پوچھنے لگے کہ ان بریلوی علماء نے جب وہابیہ نجد کے سرخیل شاہ فیصل بن عبدالعزیز آلِ سعود کو مسلمان تسلیم کر لیا ہے اور ان کے ایصالِ ثواب کے لئے یہ لوگ دعائیں کر رہے ہیں تو ہمیں یہ لوگ ان کی نماز جنازہ۔۔۔۔۔ اور ان کے اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے سے کیوں روکتے رہے ہیں جس چیز کو وہ اپنے لئے جائز سمجھتے ہیں اسے ہمارے لئے ناجائز کیوں کہتے رہے؟

جن حق پسندوں نے اپنے ضمیر سے اس کا فیصلہ پوچھا وہ جان گئے کہ مولانا ابوالمحمود نشتر اور ان کے نائب ارشد القادری کے ہاں یا تو دین نہیں وہ حق کے آگے نہیں رائے عامہ کے آگے جھکتے اور اپنا مذہب بدل لیتے ہیں۔ دنیا سے اگر انصاف ختم نہیں ہو گیا تو اہلِ انصاف اس کا ضرور فیصلہ کریں گے کہ جب یہ لوگ اپنے منبر و قلم سے وہابیہ نجد پر کفر کے تیر برساتے ہیں تو کیا وجہ ان کا خون صرف غریبوں پر گرتا ہے اور بادشاہوں کی سطوت کے سامنے ان کا فتویٰ بدل جاتا ہے

قتال وجدال کے معرکوں میں تصادم ہمیشہ مقابل لشکر سے ہوتا ہے لیکن اپنے ہی مذہب سے ایسا خونریز تصادم شاید ہی تاریخ میں مل سکے بریلویوں کی مذہبی خودکشی کا المناک منظر آپ کے سامنے ہے تاہم جس مذہب کا انہوں نے خون کیا اور جس سے وفا کی جولیں اب خود ان کے ہاں بھی ڈھیلی پڑ رہی ہیں مناسب ہے کہ بریلویت کے ان کھنڈرات سے اس کے کچھ نمونے بطور یادگار جمع رکھے جائیں تاکہ آنے والی نسلیں جان سکیں کہ چودھویں صدی میں ایک یہ نقش بھی ابھرا تھا جو برمنگھم کے تاریخی دھماکے میں اپنی آخری نیند سو گیا تھا ؎

جو خود کو کہتے تھے توپچی وہ چلے ہوئے کارتوس نکلے

ہم خوش ہیں کہ جمعیت تبلیغ الاسلام بریڈ فورڈ اور اس کے دینی رہنماؤں مولانا ابوالمحمود نشتر اور ارشد القادری وغیرہ نے وہابیہ نجد کو مسلمان تسلیم کر کے اور ان کے سرخیل شاہ فیصل کے حق میں ایصالِ ثواب کی دعائیں کر کے ایک نیکی کی ہے برائی نہیں کی ہم یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حرمین شریفین کے کافروں کے قبضے میں ہونے کی تلقین کرنا اور وہابیہ نجد کو کافر ٹھہرانا مرکز اسلام میں زلزلہ پیدا کرنے کے مترادف ہے۔

شاہ فیصل کے خلاف سازش

جلالۃ الملک شاہ فیصل کے سانحہ شہادت سے پہلے شاہ فیصل مرحوم کے بارے میں یہ لوگ کس قسم کے منصوبے سوچتے تھے اس کے لئے بھارت سے آئے ہوئے ورلڈ اسلامک مشن کے سیکرٹری کی تجویز ملاحظہ کیجئے جو اس نے اس سانحہ شہادت سے ایک سال پہلے پیش کی تھی روزنامہ ملت کی ۲۹ اپریل ۱۹۷۵ء کی اشاعت میں دیکھئے۔

ورلڈ اسلامک مشن کے جنرل سیکرٹری شاہ فیصل مرحوم کی شہادت سے کچھ عرصہ پہلے ایک دعوت میں جہاں چند شرفا بھی مدعو تھے کہہ رہے تھے کہ شاہ فیصل کو پاکستان اور عالم عرب خواہ مخواہ اہمیت دے رہے ہیں یہ نجدی وہابی ہے جو قادیانیوں سے بھی زیادہ خطرناک ہیں اس کی حکومت کا تختہ الٹ جانا چاہئیے یا اسے ختم کر کے کسی

دوسرے اچھے عرب[1] کو لانا چاہیئے۔ (روزنامہ ملت لندن ۲۹ اپریل ۱۹۷۵)

خدا کی قدرت دیکھئے کہ مرکز اسلام میں زلزلہ پیدا کرنے والے اور والئ حرمین کے خلاف اس دو ٹک سوچنے والے خود ہی اس زلزلہ میں دب گئے بریلوی مذہب کے خاتمے کا یہ دھماکہ مولانا احمد رضا کے تعارف میں ہر حق پسند ضمیر کو بریلویت سے دور کرتا رہے گا۔

یہ گمان نہ کیا جائے کہ بریلوی تکفیر کی گولہ باری صرف عالم عرب پر تھی یا کبھی صرف ترکی اس کی زد میں تھا۔ نہیں پاکستان بھی ان کی زد سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ مولانا احمد رضا کے پیرومرشد سید آل رسول سجادہ نشین مارہرہ شریف کا رسالہ مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری اس کی منہ بولتی شہادت ہے مولانا اولاد رسول نے مارہرہ شریف سے ایک رسالہ الجوابات السنیۃ علی زہاء السوالات اللیگیۃ شائع کیا تھا اس میں مسلم لیگ کے اساسی مقاصد کے بارے میں لکھا ہے۔

صریح محرمات۔ ضلالات بلکہ منجر بکفریات ہیں (الجوابات السنیۃ ص۱۴)

اس رسالہ میں حزب الاحناف لاہور کے مولوی ابوالبرکات سید احمد کا یہ فتویٰ بھی دیکھئے۔

لیگ کی حمایت کرنا اس میں چندے دینا اس کا ممبر بننا اس کی اشاعت و تبلیغ کرنا منافقین و مرتدین کی جماعت کو فروغ دینا ہے۔ (دیکھئے ص۲۹ سے ص۳۲ تک)

۵ ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

بریلویوں کی مشہور کتاب تجانب اہل السنہ جس پر مولانا احمد رضا کے نفس ناطقہ مولوی حشمت علی کی تصدیق درج ہے اس میں نقاش پاکستان علامہ ڈاکٹر اقبال کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب کی زبان پر شیطان بول رہا ہے ص۲۴۲ اگر ان اعتقادات کے باوجود بھی ڈاکٹر صاحب مسلمان ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے کوئی اور اسلام گھڑ لیا ہے۔ ص۲۴۵

---

[1] ان کی اچھے عرب سے مراد غالباً شہزادہ فیصل بن مساعد تھی شاہ فیصل تو گئے مگر ابن مساعد کو آگے لانے میں ورلڈ اسلامک مشن کامیاب نہ ہوسکا۔

بانی پاکستان کے بارے میں لکھتے ہیں :-

بحکم شریعت مسٹر جینا اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بناء پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے۔ جو شخص اسے مسلمان جانے یا اسے کافر نہ مانے یا اس کے مرتد ہونے میں شک رکھے یا اس کو کافر گننے میں توقف کرے وہ بھی کافر مرتد ہے۔ (تجانب اہل السنہ صـ ۱۲۲) (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ)

بریلوی مذہب والوں کی یہ تکفیری مہم جس مذہب کی خاطر ہے اب اس مذہب کے چند نمونے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتابوں سے ملاحظہ کیجئے کہیں کہیں ان کے ہمخیال بعض دوسرے علماء سے بھی استناد کیا گیا ہے اپنے سنی عقیدے کو ہم اسلام کے نام سے اور مولانا احمد رضا خاں صاحب کے مذہب کو بریلوی مذہب کے عنوان سے پیش کریں گے۔ واللہ ولی التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔

ایصالِ ثواب کے بارے میں

مذہب اسلام مرحومین کو ثواب پہنچانے کا عقیدہ برحق زندوں کے نیک اعمال کا ثواب ان کی نیتوں کے مطابق مرحومین کو پہنچتا ہے لیکن یہ بات اپنی جگہ واضح ہے کہ ثواب پہنچتا ہے اصل چیزیں نہیں پہنچتیں نہ یہاں کی چیزوں کو ہم اس شکل میں اگلے جہاں بھیج سکتے ہیں ایصالِ ثواب برحق ہے مگر چیزوں کو ہی بھیج دینا کہیں ثابت نہیں ۔

بریلوی مذہب بریلوی مذہب کے اعلیٰحضرت ایصالِ ثواب سے آگے بڑھ کر اصل چیزوں کا پہنچنا پہنچانا یوں بیان کرتے ہیں ۔

> ایک بی بی نے مرنے کے بعد خواب میں اپنے لڑکے سے فرمایا کہ میرا کفن ایسا خراب ہے کہ مجھے اپنے ساتھیوں میں جاتے شرم آتی ہے پرسوں فلاں شخص آنیوالا ہے اسکے کفن میں اچھے کپڑے کا کفن رکھ دینا صبح کو صاحبزادے نے اٹھ کر اس شخص کو دریافت کیا معلوم ہوا کہ وہ بالکل تندرست ہے اور کوئی مرض نہیں تیسرے روز خبر ملی کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے لڑکے نے فوراً نیا عمدہ کفن سلوا کر اسکے کفن میں رکھ دیا اور کہا کہ یہ میری ماں کو پہنچا دینا ۔ رات کو وہ صالحہ خواب میں تشریف لائیں اور بیٹے سے کہا خدا تمہیں جزائے خیر دے تم نے بہت اچھا کفن بھیجا ۔ (ملفوظات مولانا احمد رضا خاں حصہ اوّل صـ ۱۰۶)

یہ ہنسنے کی بات نہیں سوچنے کی بات ہے آپ خود اپنے ضمیر سے فیصلہ لیں کہ والدہ کو کفن بھیجنے کے بعد دادی اور دادا کو کفن نہ بھیج سکنے اور پھر ان سے آگے جو اجداد گزر چکے ہیں ان تک کفن نہ بھیجنے کی کتنی فکر اور تشویش صاحبزادے کو ہوئی ہوگی اس کے ساتھ ساتھ آپ یہ بھی سوچیں کہ ایک ایک میت کے ساتھ اگر کئی کئی کفن رکھ دیئے جائیں تو کہیں یہ کپڑے کو ضائع کرنا تو نہیں ہوگا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے کفن کے بارے میں کیا نصیحت فرمائی تھی؟ بریلویوں کے اس عقیدے سے اموات واجداد کو فائدہ پہنچے یا نہ کفن چوروں کو فائدہ ضرور پہنچے گا کہ ایک قبر کھولنے سے اسے کئی کئی کفن ملنے لگیں۔ ایصالِ ثواب برحق ہے مگر اصل چیزوں کو ہی بھیجنا یہ ایک عجیب حرکت ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے اپنے بارے میں بھی وصیت فرمائی کہ یہ چیزیں مجھے بھیج دیا کریں۔ اپنی وفات سے ۲ گھنٹے ۱۷ منٹ پہلے اپنے اعزہ کو جو وصیتیں کیں ان میں گیارہویں نمبر میں فقراء کو دینے کی نصیحت کی ہے اور بارہویں نمبر میں ان چیزوں کو بھیجنے کا امر فرمایا اور چٹ پٹے کھانوں کی ایک عجیب فہرست مرتب فرما دی جن چیزوں کو بھیجنے کا امر فرمایا وہ درج ذیل ہیں۔

> اعزہ سے اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو فاتحہ ہفتہ میں دو تین بار ان اشیاء سے بھی کچھ[1] بھیج دیا کریں دودھ کا برف خانہ ساز اگر بھینس کا دودھ ہو۔ مرغ کی بریانی مرغ پلاؤ خواہ بکری کا ہو شامی کباب پراٹھے اور بالائی۔ فیرنی۔ اُرد کی پھریری دال مع ادرک[2] و لوازم۔ گوشت بھری کچوریاں۔ سیب کا پانی۔ انار کا پانی۔ سوڈے کی بوتل[3]۔ دودھ کا برف۔
>
> (وصایا شریف ص۸ مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

---

[1] بھی کا لفظ بتلاتا ہے کہ یہ فہرست بطور تتمہ ہے کھانوں کی اصل فہرست کوئی اور ہوگی اور نہ جانے کتنی لمبی ہوگی سنا ہے کہ بریلوی اپنے خاص خاص حلقوں میں وہ فہرست بتاتے ہیں اسے عام نہیں کرتے [2] ادرک اس لئے کہ حضرت کو بادی نہ ہو جائے [3] سوڈے کی بوتل کے بغیر اتنا کھایا ہوا ہضم بھی تو نہیں ہوتا سوڈے کی بوتل مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی بہت پسند تھی ان کے لاہوری معتقد بھی انہیں تحفہ حاضر کرتے ہیں۔

حاشیہ میں لکھا ہے کہ ایک صاحب بوقت دفن بلا اطلاع دودھ کا برف خانہ سا زلے آئے۔ اس سے یہ تو پتہ چل گیا کہ دودھ شریف قبر شریف کے پاس لایا گیا لیکن یہ پتہ نہیں چلا کہ وہ دودھ کہاں دفن کیا گیا کفن کے ساتھ ہی بھیجا گیا یا کسی کونے میں رکھا گیا اس واقعہ کو پچاس سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے مگر بریلوی مذہب والوں نے اب تک اس دودھ کا پتہ نہیں دیا۔ بہرحال اعلحضرت نے جن چیزوں کا امر فرمایا تھا۔ انہیں قبر سے ذرا جدا رکھنا چاہیے

کھانا قبر کے اوپر رکھنے کی بجائے قبر سے ذرا جدا رکھنا چاہیے مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں۔ فاتحہ کا کھانا قبروں پر رکھنا تو ویسا ہی منع ہے جیسے چراغ پر رکھ کر جلانا اور اگر قبر سے جدا رکھیں تو حرج نہیں۔ (احکام شریعت ج ۱ ص ۷۲)

کھانے میں اتنے تکلفات اور دنیا کے مزوں کی تلاش اہل طریقت کا طریقہ نہیں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رح، حضرت خواجہ معین الدین اجمیری رح، بابا فرید الدین گنج شکر رح، امام ربانی مجدد الف ثانی رح جیسے بزرگوں کے ہاں دنیوی لذتوں میں یہ انہماک اور اتنا طویل چارٹ آپ کو کہیں نہ ملے گا آخری وقت میں یاد خدا کی خواہش ہوتی ہے ایسے نازک وقت میں چٹ پٹے کھانوں کی فہرست مرتب کرنا کوئی کمال نہیں۔

سرکار بغداد حضرت پیران پیر سید شیخ عبدالقادر جیلانی رح کی ایک نصیحت

اے منافقو! تم توکل کے متعلق محض باتیں بنا لیتا کافی سمجھتے ہو حالانکہ تمہارے دل مخلوق کو شریک خدا کر بیٹھے ہیں ص ۴۶ ۱۶۲
باز آئے ہم تمہارے مذہب[۱] سے اور تمہاری پیروی سے ہماری راہ تمہاری راہ بس

---

[۱] حضرت کی اس نصیحت میں ایک پیشگوئی لپٹی ہے کہ اس میں وہ لوگ مراد ہیں جو اپنا ایک مذہب بنائیں گے اور لوگوں کو بتلائیں گے کہ ہمارے دین و مذہب پر چلو اللہ کے اطلاع دینے پر ایسے بزرگوں کے کلام میں ایسی پیشگوئیاں بہت ملتی ہیں۔

الگ الگ ہے ہماری اسی میں سلامتی ہے ہم طریق سنت اور توحید و اخلاص کے ٹیلے پر رہنا چاہتے ہیں تم بدعت و ریا و نفاق کے خندق میں پڑے رہو۔ ص ۷۳

جب تک تو اپنے نفس کو حظ پہنچاتا رہے گا اس کی قید میں ہوگا اس کا حق پورا دے لیکن لیکن حظِ نفس سے باز رہ نفس کو اس کا حق دینے میں زندگی اور لذت پہنچانے میں ہلاکت ہے اس کا حق کھانے پینے پہننے اور مکان میں ہے اس کا سرور لذتوں اور شہوتوں میں ہے مجلس ۱۸ ص ۱۲۸

سرکارِ سرہند شریف حضرت مجدد الف ثانیؒ کی نصیحت

بدعت اندھیروں کو بڑھاتی ہے اور سنت کے نور کو کم کرتی ہے

سنت کے کام بدعت کے اندھیروں کو کم کرتے ہیں اور نور بڑھاتے ہیں جو شخص چاہے سنت کا نور بڑھائے جو چاہے شیطان کی جماعت کو بڑھائے اور جو چاہے اللہ کی فوج میں شامل ہو اس وقت کے صوفی اگر انصاف پہ آئیں اور اسلام کی کمزوری اور جھوٹ کا پھیلاؤ دیکھیں تو سنت کے علاوہ کسی چیز میں اپنے پیروں کی پیروی نہ کریں سنت کی اتباع یقیناً نجات دینے والی ہے۔

(مکتوبات شریف دفتر دوم مکتوب ۲۳)

سنی عقائد اور بریلوی مذہب میں پہلا فرق آپ پڑھ چکے ہیں سنی عقیدے کے مطابق اصل چیزیں نہیں ان کے دینے کا ثواب پہنچتا ہے۔ بریلوی مذہب میں قرآن مجید پڑھنے کا تو ثواب پہنچتا ہے لیکن کھانا خود ہی پہنچتا ہے جیسے کہ اصل کفن اس صالحہ کو مل گیا تھا قرآن مجید کا ثواب ان کے ہاں تنہا بھی پہنچ جاتا ہے اور کھانے کے ساتھ بھی یہ ثواب پہنچ سکتا ہے پیش نظر رہے کہ ثواب کا لفظ یہاں قرآن مجید کے ساتھ ہے کھانے کے ساتھ نہیں کھانا خود ہی پہنچتا ہے لیکن اسے قبر پر نہیں —— قبر سے ذرا جدا رکھنا چاہیئے۔

مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں :-

مسلمانوں کو دنیا سے جانے کے بعد جو ثواب قرآن مجید کا تنہا یا کھانے کے ساتھ پہنچاتے ہیں عرف میں اسے فاتحہ کہتے ہیں اولیاء کرام کو جو ایصالِ ثواب کرتے ہیں اسے تعظیماً نذر و نیاز

کہتے ہیں۔ (احکام شریعت ص۱۲۱)

مولانا احمد رضا خاں نے یہاں اولیاء اللہ کو مسلمانوں کے مقابلے میں ذکر کیا ہے۔ کیا اولیاء اللہ مسلمان نہیں ہوتے؟ یا مسلمان وہی ہوتا ہے جو بریلویوں کے سوا باقی سب مسلمانوں کو کافر سمجھے۔ ہاں خاں صاحب بریلوی نے یہ وضاحت نہیں فرمائی کہ یہاں کونسا عرف مراد ہے اور ایصال ثواب کو تعظیماً نذر و نیاز کہنے کی ابتدا اسلام میں کب سے ہے۔

اسلام میں ایصال ثواب کے لئے چیزوں کی کوئی خاص مقدار معین نہ تھی بریلوی مذہب نے یہاں بھی کوئی عرف قائم کر لیا ہوگا مولانا احمد رضا خاں کے جو فتاویٰ مولوی عرفان علی صاحب نے مرتب کئے ان میں یہ مسئلہ سوال و جواب کے طور پر مرقوم ہے۔

ختم میں ستر ہزار چھوہارے

مسئلہ ۲:۔ میت کے سوم کا کس قدر وزن ہونا چاہیئے؟ اگر چھوہاروں پر فاتحہ دی جائے تو ان کا کس قدر وزن ہو؟

الجواب:۔ کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں، اتنے ہوں جن میں ستر ہزار عدد پورا ہو جائے۔ (عرفانِ شریعت فتاویٰ اعلیٰحضرت حصہ اول ص۳)

جواب کے دو حصے ہیں پہلے حصے میں مذہب اسلام کا بیان ہے کہ کوئی وزن شرعاً مقرر نہیں دوسرے حصے میں بریلوی مذہب کا بیان ہے ایک چھوہارا اگر نصف تولے کا ہو تو بریلویوں کے ہر تیجے میں ۱۰ من، ۳ سیر، ۸ چھٹانک چھوہارے ضروری ہیں تیجے کے ہر ختم میں اتنے چھوہاروں کی دستیابی اور پھر اتنے چھوہارے رکھے کہاں جائیں گے اور کہاں سمائیں گے یہ سوچنے کی بات ہے اعلیٰحضرت نے یہاں یہ تصریح نہیں کی کہ یہ ستر ہزار چھوہارے ہی بھیج دینا ہے یا ان

کا ثواب۔ اگر اصل چھوہارے ہی بھیجنے ہیں تو انہیں دفن کرنے میں کیا دقت نہ ہوگی بصورت دیگر انہیں کہاں رکھا جائے اور کیسے تقسیم کیا جائے مختصر مجالس ختم میں تو یہ ستر ہزار چھوہاروں کا مسئلہ خاصی پریشانی پیدا کرے گا اندیشہ ہے کہ رہے سہے لوگ بھی بریلوی مذہب چھوڑ جائیں۔

مزاروں پر لڑکیوں کا چڑھاوا

کفن کا بھیجنا کھانوں کا بھیجنا دودھ کا بھیجنا یا ستر ہزار چھوہاروں کی قربانی تو درکنار بریلوی مذہب میں تو بزرگوں کی قبروں پر خوبصورت عورتوں کا چڑھاوا بھی چڑھتا ہے ایصال ثواب کس چیز کا ہوگا مزارات اولیاء کے قریب کے حجروں میں وہ لڑکیاں ہی بھیج دی جاتی ہیں اور مریدان باصفا ان حجروں میں ان سے حاجت پوری کرتے ہیں مولانا احمد رضا خاں اپنے اس مذہب کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں۔

حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد کبیر بدوی کے مزار پر بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا اس مجمع میں چلے آتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث میں ارشاد ہوا النظرۃ الاولیٰ لک والثانیۃ علیک پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا خیر نگاہ تو پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا عبدالوہاب وہ کنیز پسند ہے؟ عرض کی ہاں۔ اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیئے ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی خادم کو اشارہ ہوا انہوں نے آپ کی نذر کر دی ارشاد فرمایا عبدالوہاب اب دیر کاہے کی۔ فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو (ملفوظات حصہ دوم صفحہ ۲۸)

مولانا احمد رضا خاں نے یہ نہیں بتایا کہ ان عورتوں کو اپنی حاجت پوری کرتا کون نظر آتا

ہے وہ یہ دیکھتی ہیں کہ صاحب قبر ان کے ساتھ مشغول ہیں یا کوئی مرید باصفا نعرے لگا رہا ہے ہاں مولانا محمد عمر اچھروی کہا کرتے تھے کہ عبدالوہاب نام میں بڑی برکتیں ہیں اس نام والوں کو ایسے موقعے خوب ملتے ہیں۔

ازواج مطہرات کی شان میں گستاخی

بریلویوں کے اعلحضرت پھر یہیں تک محدود نہیں رہے کہ سید احمد کبیر کے مزار پر وہ یہ صورتحال پیدا کریں وہ آگے بڑھتے ہیں اور کس گستاخی سے آگے بڑھتے ہیں محمد بن عبدالباقی کو اپنی تائید میں پیش کرتے ہوئے تمام انبیاء کرام کے مزاراتِ قدسیہ کے بارے میں لکھتے ہیں۔

> انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ)
>
> (ملفوظات حصہ سوم صـ ۲۸)

مولانا احمد رضا خاں نے ازواج مطہرات کی شان میں یہ گستاخی اسی صفحے پر کی ہے جہاں وہ سیدی عبدالوہاب کو مزار سے یہ آواز سنا رہے تھے کہ فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو یہ گستاخی کی انتہا ہے۔ (توبہ بریلوی مذہب سے ہزار بار توبہ)

ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ بریلویوں نے ایک ایسے شخص کو جو امہات المومنین کی شان میں اس طرح گستاخی کرے اپنا اعلحضرت کیسے مان لیا؟ کیا انہیں پتہ نہیں کہ اولیاء اللہ کی قبروں سے اس قسم کے مشورے نہیں آتے کہ فلاں حجرے میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔ پھر اس قسم کی باتیں بنانے والے کو انہوں نے اپنا بڑا حضرت کیسے مان لیا؟ کیا یہ سب حضرت ہیں؟

اگر یہ سب حضرت نہ ہوتے تو اولیاء کرام کے مزارات پر اس طرح کے میلے کیوں لگاتے اور

کسی کو اعلیٰحضرت نہ بناتے تو ایسے میلوں کی سند کہاں سے لاتے جن لوگوں کو کبھی کلیر شریف جانے کا موقع ملا ہو وہ جانتے ہیں کہ عرس کے موقع پر وہاں کس طرح دور دراز سے طوائف آتی ہیں اور کس طرح بریلوی مذہب کی منڈی لگتی ہے۔

ہم یہ نہیں کہہ رہے کہ سب بریلوی اس طرح کے ہیں بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں جو محض چند رسموں کے عادی ہونے کی وجہ سے اپنے آپ کو بریلوی سمجھتے ہیں اور انہیں مولانا احمد رضا خاں کا کوئی خاص تعارف نہیں نہ ایسی گستاخانہ عبارتوں پر وہ مولانا احمد رضا خاں کا ساتھ دیتے ہیں بلکہ بہت سے ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب انہوں نے مولانا احمد رضا کی کتابیں دیکھیں تو برملا کہہ اٹھے کہ ہمارے تو یہ عقائد نہیں ہم تو یونہی اپنے آپ کو بریلوی سمجھتے رہے یقین کیجئے حقیقی بریلوی مسلمانوں میں پانچ فیصدی سے زیادہ نہ ملیں گے۔ یہ بات علیحدہ ہے کہ بریلوی مولویوں نے عوام کو اس طرح مرعوب کر رکھا ہو کہ وہ غلط ترین لوگوں کو بھی خدائی طاقتوں کا مظہر سمجھتے رہیں۔

بے شرع جاہل پیروں سے مرعوب کرنے کی تدبیر

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ تمہیں کوئی پیر بے عمل اور اندر سے بالکل خالی بھی دکھائی دے تو پھر بھی تم اس کی عقیدتمندی سے نہ نکلو اس سے ڈرتے رہو اور اسے نذرانے دیتے رہو یہ اندر سے خالی پیر فقیر بھی تمہارے تختے الٹ سکتے ہیں جب قوم کو ذہنی طور پر اس طرح مرعوب کر دیا گیا ہو تو پھر جاہل لوگ مزارات اولیاء کے حجروں میں ہونے والی ایسی حرکات اور اس قسم کی تحریرات کے باوجود بڑے حضرت کو مانتے رہیں تو تعجب کی کون سی بات ہے۔

اس من گھڑت اصول سے معلوم نہیں کتنے گھر اجڑے ہوں گے؟ کتنے جعلی پیروں اور بدکردار فقیروں کا کام چلا ہوگا؟ یہ اس وقت کا موضوع نہیں ہم یہاں اعلیٰحضرت (بڑے حضرت) کی وہ حکایت نقل کرتے ہیں جس پر بریلویوں کا مذکورہ بالا عقیدہ مبنی ہے مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں۔

ایک فقیر بھیک مانگنے والا ایک دوکان پر کھڑا کہہ رہا تھا کہ ایک روپیہ دے وہ نہ دیتا تھا فقیر نے کہا روپیہ دیتا ہے تو دے ورنہ تیری ساری دوکان الٹتا ہوں اس تھوڑی دیر میں بہت لوگ جمع ہو گئے اتفاقاً ایک صاحبدل کا گزر ہوا جن کے سب لوگ معتقد تھے انہوں نے دوکاندار سے فرمایا جلد روپیہ دے دے ورنہ دوکان الٹ جائے گی لوگوں نے عرض کی حضرت یہ بے شرع جاہل کیا کر سکتا ہے فرمایا میں نے اس فقیر کے باطن پر نظر ڈالی کہ کچھ ہے بھی معلوم ہوا بالکل خالی ہے پھر اس کے شیخ کو دیکھا اسے بھی خالی پایا اس کے شیخ کے شیخ کو دیکھا انہیں اہل اللہ سے پایا اور دیکھا کہ وہ منتظر کھڑے ہیں کہ کب اس کی زبان سے نکلے اور میں دوکان الٹ دوں۔ تو بات کیا تھی کہ شیخ کا دامن قوت سے پکڑے ہوئے تھا۔ (ملفوظات حصہ دوم ص۷۶)

اس عبارت سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ بریلوی مذہب کے پیرو مولانا احمد رضا خان کی مذکورہ گستاخانہ عبارتوں کے باوجود انہیں بڑا حضرت کیوں مانتے ہیں وہ سمجھتے ہوں گے کہ شاید ان کا پیر کچھ ہو وہ ان کی طرح کا نہ ہو اور اگر وہ بھی خالی ہو تو ہو سکتا ہے کہ اس کا پیر خالی نہ ہو آخر کوئی تو ہو گا جو تختہ الٹ سکے۔ اہل اللہ کا کیا یہی کام ہے تختے الٹنا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مولانا احمد رضا کی اس عبارت سے یہ بھی پتہ چلا کہ بریلویوں کے ہاں شیخ کی خلافت خالی لوگوں کو بھی مل جاتی ہے جن کا باطن کچھ نہ ہو ان کے ہاں یہ ضروری نہیں کہ مرید سلوک کی منزلیں طے کرے باطنی نور سے آراستہ ہو پھر وہ روحانی خلافت کا مستحق ہوتا ہے حکایت مذکورہ میں اس بے شرع جاہل کا پیر اندر سے بالکل خالی تھا مگر پھر بھی وہ اپنے کامل شیخ کا خلیفہ اور وہ کامل شیخ بھی اتنا کامل تھا کہ اپنے خالی خلیفہ کے خالی مرید کو ایک روپیہ تو نہ دے سکتا تھا مگر ایک بے قصور دوکاندار کا تختہ الٹنے کے لئے تیار کھڑا تھا۔

بریلوی مذہب کے شاخسانے آپ کو اس سے بھی زیادہ ملیں گے لیکن اصل الاصول عقائد ہیں جو زیادہ تر توحید و رسالت صحابہ کرامؓ اہل بیت عظام اولیاء اللہ حرمین شریفین آسمانی کتابوں اور آخرت سے تعلق رکھتے ہیں آپ سنی عقائد اور بریلوی مذہب کا تقابل مطالعہ کریں آپ کو معلوم ہوگا کہ مذہب اسلام جس کی صحیح تعبیر سنی عقائد ہیں برحق ہے اور بریلوی مذہب بریلی کے ایک اعلیٰحضرت کے گرد ہی گھوم رہا ہے۔

خدا تعالےٰ کے بارے میں

مذہب اسلام اللہ تعالےٰ واجب الوجود اور لا شریک ہے اس کے سوا جو کچھ ہے وہ حادث ہے مخلوق ہے اور ممکن الوجود ہے اور واجب الوجود اور کوئی نہیں نہ ممکن الوجود سے بالا کوئی برزخی درجہ ہے پیغمبروں کو خدا یا خدا کا بیٹا یا خدا کا جزو PART OF GOD کہنا صحیح نہیں نہ یہ درست ہے کہ بشریت کے پردہ میں خدا زمین پر اترا تھا اسلام میں اوتار کا کوئی تصور نہیں نہ یہ صحیح ہے کہ حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام حدوث و امکان سے بالا صفات واجب الوجود سے متصف تھے نہ اسلام میں کسی پیغمبر فرشتے یا بزرگ کو خدائی اختیارات کا مالک سمجھا جا سکتا ہے نہ خدا کسی کے ماتحت ہے نہ اس پر کسی کا رعب چلتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے بھیجے ہوئے رسول ہیں آپ نہ خدا تھے نہ خدا کا کوئی ٹکڑا۔ یہ عقیدہ غلط ہے کہ خدا تعالےٰ بشریت کے پردہ میں خود جلوہ گر تھا نہ یہ صحیح ہے کہ خدا تعالےٰ نے اپنے اختیارات کسی مخلوق کو مستقل طور پر دے رکھے ہیں۔۔۔۔۔ اس نے اپنی خدائی کا چارج کسی کو نہیں دیا وہ اب بھی خدا ہے اور ہمیشہ کے لئے ہے۔

بریلوی مذہب (بشریت کے پردے میں خدا) بریلوی عقیدہ میں حضور علیہ السلام خدا کے

نور کا ٹکڑا تھے جو بشریت کے پردہ میں زمین پر اترا تھا مولانا احمد رضا خاں صاحب حضور علیہ السلام کو مخاطب کر کے کہتے ہیں ؎

اٹھا دو پردہ دکھا دو چہرہ کہ نور باری حجاب میں ہے (حدائق بخشش حصہ اول صنٰ۸)

(تشریح) بشریت کے پردہ میں آپ باری تعالیٰ کا نور ہیں پردہ اٹھا دیں تو واضح ہو جائے گا کہ آپ خود خدا ہیں ؎

شکلِ بشر میں نورِ الٰہی اگر نہ ہو	کیا قدر اس خمیرۂ ماء و مدر کی ہے (حدائق ا صنٰ۹۴)

(تشریح) یہ خدا کا اپنا نور ہے جو بشر کی شکل میں ظاہر ہوا ورنہ اس خمیرے کی کیا قدر تھی جو پانی اور مٹی سے تیار ہوا۔

حضورؐ کے حدوث و امکان سے بالا ہونے کا عقیدہ

بریلوی مذہب والے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ممکن الوجود یعنی مخلوق نہیں مانتے نہ واجب الوجود کہہ سکتے ہیں کہ اعلانیہ آپ کو خدا ماننا پڑتا ہے ان کے ہاں آپ نہ خالق ہیں نہ مخلوق ایک درمیانی اور برزخی حقیقت ہیں ؎

معدنِ اسرارِ علام الغیوب	برزخِ بحرینِ امکان و وجوب (حدائق ۲ صنٰ۸۹)

جب آپ خالق بھی نہیں مخلوق بھی نہیں تو آخر ہیں کیا؟ یہ وہ حیرت ہے جس سے بریلوی مذہب والے قیامت تک نہیں نکل سکتے اوروں کی حیرت تو در کنار خود بانی مذہب کی

کی حیرت ملاحظہ ہو ؎

ممکن میں یہ قدرت کہاں واجب میں عبدیت کہاں	حیراں ہوں یہ بھی ہے خطا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں
	(حدائق ا ص ۲۹)

(تشریح) الممکن الوجود کا بالکل ابتدائی درجہ ہو یا اعلٰے انتہائی آپ دائرہ امکان و خلق سے بالکل اوپر ہیں کمان امکان کے دونوں کناروں کی یہاں نفی ہے آپ خود ہی ذات اول تھے اور خود ہی آخر ہیں اور آپ معراج کی رات خود اپنے آپ سے ہی ملنے گئے تھے ؎

کمان امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو	محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے
وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے ظاہر وہی ہے باطن	اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اسکی طرف گئے تھے
	(حدائق ا ص ۱۱۴)

لہ قرآن کریم کی آیت ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم (پ ۲۷ الحدید) اللہ تعالیٰ کی شان میں ہے مولانا حامد رضا خاں نے اسے حضور پر چسپاں کرتے ہوئے اس کے الفاظ بھی بڑھا دیئے ہیں آپ نے اپنا یہ عقیدہ اپنے باپ سے ہی لیا ہے مولانا احمد رضا خاں نے وسوسوں کے دفع کے لئے یہ وظیفہ تجویز کیا ہے -

امنت باللہ ورسولہ ھو الاول والآخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم (ملفوظات حصہ اول ص ۵۸)

(ترجمہ) میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر وہی اول ہے وہی آخر وہی باطن اور وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے -

؎ ظاہر و باطن اول و آخر زیب فروع زین اصول | باغ رسالت میں ہے تو ہی گل غنچہ جڑ پتی شاخ (حدائق ا ص ۲۵)

خاں صاحب بریلوی نرے شاعر ہوتے تو اسے مبالغہ قرار دے کر ہم آگے نکل جاتے نرے صوفی ہوتے تو اسے شطحیات صوفیہ میں جگہ مل جاتی مگر یہاں ان دونوں تاویلوں کی گنجائش نہیں کیونکہ ان کی جماعت انہیں مجدد مانتی ہے اور مجدد بھی وہ جو اپنے دین و مذہب پر چلنے کی دوسروں کو دعوت دے (دیکھئے وصایا شریف ص ۹) اتنے بڑے دعوے کے ہوتے ہوئے توحید و سنت میں یہ تذبذب بہت عبرتناک ہے -

بریلوی مذہب میں توحید کا یہی تصور ہے وہ الوہیت کے سوا اللہ تعالےٰ کی تمام صفات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت مانتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں۔

اگر الوہیت عطا فرمانا بھی زیر قدرت ہوتا تو ضرور یہ بھی عطا فرماتا (ملفوظات حصہ دوم ص۴۲)

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے جو حضورؐ کی عبادت کی اجازت نہیں دی تو یہ خدا کے اختیار میں ہی نہ تھا وہ اس پر قادر نہیں کہ حضورؐ کی عبادت کی اجازت دے یہ بات زیر قدرت ہوتی تو وہ اس کی بھی اجازت دے دیتا (معاذ اللہ)

مولانا احمد رضا خاں کے ایک مرید بریلویوں کے مشہور نعت خواں نور محمد امین آبادی اپنے مجموعہ کلام میں لکھتے ہیں ؎

میں سو جاؤں یا مصطفےٰ کہتے کہتے	کھلے آنکھ صلے علےٰ کہتے کہتے
حبیب خدا کو خدا کہتے کہتے	خدا مل گیا مصطفےٰ کہتے کہتے

(نور محمد[1] ص۲۱)

توحید و رسالت میں یہ وحدت بریلوی مذہب میں اس قدر حاوی ہے کہ ان کے نعت خواں برملا پڑھتے ہیں ؎

جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر — اتر پڑا وہ مدینے میں مصطفےٰ ہو کر

مولانا احمد رضا خاں صاحب اللہ تعالےٰ کی صفت استوا علی العرش کا معنےٰ لکھتے ہوئے اسے حضورؐ کی شان قرار دیتے ہیں ؎

---

[1] یہ مجموعہ نعت حمید بک ڈپو نولکھا بازار لاہور نے آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر شائع کیا ہے۔

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرِ عرش تخت نشیں ہوئے
وہ نبی ہے جس کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں
وہی نورِ حق وہی ظلِ رب ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب
نہیں ان کی ملک میں آسماں کہ زمیں نہیں کہ زماں نہیں
(حدائق ص۴۸)

اسلام کا عقیدہ ہے کہ ہر چیز کو وجود خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے۔ (اللہ خالق کل شئی (پ) اللہ تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنیوالا ہے)

مگر بریلوی مذہب یہ ہے کہ ہر چیز کو وجود حضورؐ سے ملتا ہے ؎ ہے انہیں سے سب ہے انہیں کا سب (ان لفظوں پر غور کیجئے) پھر مولانا حضورؐ کو اللہ تعالیٰ کا سایہ کہہ کر یہ تصور کہ سایہ اصل سے جدا نہیں ہوتا[1] حضورؐ کو مخلوقی نور نہیں نورِ قدیم مان رہے ہیں جیسے خدا نورِ ازلی اور ذاتِ ابدی ہے حضورؐ کو بھی اسی طرح ذاتِ اول مانا ہے اور ذاتِ آخر کہا ہے اور پھر ایک ذات قرار دیا ہے کیونکہ اس کے بغیر دو قدیم تسلیم کرنے پڑتے تھے ؎ نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر حدائق ص۲/۱۰۴

حضرت غوث پاک کو کن مکن کے اختیارات

حضورؐ کو دبے لفظوں میں خدا بنا کر پھر سارے خدائی اختیارات حضرت غوث پاک کو دلواتے ہیں ؎

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو — کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث
تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے — تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث
(حدائق ص۲)

---

[1] خدا کٹنے نہیں بنتی جدا کٹے نہیں بنتی کیونکہ سایہ اصل سے جدا نہیں ہوتا۔

تشریح :- اللہ تعالیٰ سے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ و السلام کو اور حضورؐ سے آپ کو کن کے سب اختیارات حاصل ہیں جیسے خدا کی شان ہے کہ کن کہہ کر جو چیز چاہیں پیدا کر دیں آپ کو بھی کن فیکون کی یہ قدرت حاصل ہے سب کن مکن آپ کے ہاتھ میں فرشتے جن کے سپرد تصرفات ہیں سب آپ کے ماتحت ہیں فاعل حقیقی جو اس کارخانہ کائنات کو چلا رہا ہے وہ آپ ہی ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں ؎

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے	کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

تشریح :- حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ تصرف بھی فرما سکتے ہیں خدا کی طرف سے انہیں اجازت ہے آپ سب اختیارات بھی رکھتے ہیں اور اس کارخانہ کائنات کو چلا بھی آپ ہی رہے ہیں۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :- بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے۔ (ملفوظات حصہ اول صـ ۱۲۹)

مولانا احمد رضا حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کی طرف نسبت کر کے لکھتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

> آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک کہ مجھ پر سلام نہ کرے نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے اس طرح نیا مہینہ نیا ہفتہ نیا دن مجھ پر سلام کرتے اور مجھے ہر ہونے والی بات کی خبر دیتے ہیں (الامن والعلی صـ ۱۱۲)

مولانا احمد رضا کے صاحبزادے مصطفےٰ رضا اپنی کتاب شرح استمداد میں لکھتے ہیں۔

> اولیاء میں ایک مرتبہ اصحاب التکوین کا ہے جو چیز جس وقت چاہتے ہیں فوراً موجود ہو جاتی ہے جسے کن کہا وہ ہی ہو گیا (شرح استمداد صـ ۲۸)

مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں ۔

ان کا حکم جہاں میں نافذ	قبضہ کل پہ رکھاتے یہ ہیں ،
قادر کل کے نائب اکبر	کن کا رنگ دکھاتے یہ ہیں ،
عالم گھو میں ایک نظر میں	شادی شادی رچاتے یہ ہیں ،

(حدائق ۳ ص ۲۵)

اہل اسلام کے ہاں تکوین کی یہ صفت اللہ تعالیٰ کی شان ہے اس میں اس کا کوئی شریک نہیں[۱] تقدیروں کے فیصلے اسی کی طرف سے ہوتے ہیں اور مدبر کائنات صرف وہی ہے

---

[۱] امام ربانی مجدد الف ثانیؒ لکھتے ہیں ۔

تکوین یکے از صفات حقیقیہ واجب الوجود است تعالیٰ وتقدس اشاعرہ تکوین را از صفات اضافیہ مے دانند و قدرت وارادت را در ایجاد عالم کافی مے انگارند اما حق آنست کہ تکوین صفت حقیقیہ علیحدہ است ماوراء قدرت وارادت (مبدء ومعاد مصنفہ حضرت مجدد الف ثانیؒ ص۴۱ طبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ)

امام بخاریؒ نے کیا خوب لکھا ہے ۔

ماجاء فی تخلیق السموات والارض وغیرھا من الخلائق وھو فعل الرب تبارک وتعالیٰ وامرہ فالرب بصفاتہ وفعلہ وامرہ وھو الخالق ھو المکوّن غیر مخلوق وما کان بفعلہ وامرہ وتخلیقہ وتکوینہ فھو مفعول مخلوق مکون (صحیح بخاری جلد ۹ ص ۳۶۵) خدا کے فعل امر اور تکوین سے جس کو وجود ملا وہ مفعول ہے مخلوق ہے اس کی تکوین ہوئی ہے وہ خود صاحب تکوین نہیں مکون حقیقی صرف خدا ہے ۔ شرح فقہ اکبر میں ص۲۴ ہے التکوین قدیم والتعلق بہ ھو المکون وھو حادث جس کی تکوین ہوئی وہ حادث ہے مخلوق ہے لیکن تکوین کی صفت خود قدیم ہے کسی شان تکوین کا اقرار کرنا اسے قدیم اور خدا ماننا ہے ۔ فالصفات الازلیۃ عندنا ثمانیہ (شرح فقہ اکبر ملا علی قاریؒ ص۲۵) ہم حنفیہ کے نزدیک تکوین ازلی صفت ہے جو صرف خدا تعالیٰ کی شان ہے ۔

قرآن کریم نے کن فیکون خدا کی شان بتلائی ہے اور اسے خدائی قدرت کا نشان کہا ہے مگر بریلوی مذہب میں تدبیر کائنات کے سب اختیارات حضرت غوث پاک کو حاصل ہیں غور کیجئے کہ اب خدا تعالے کے دستِ تصرف میں کیا باقی رہا زندہ کرنا مارنا رزق دینا تنگی دینا بیمار کرنا اور شفا دینا سب قدرتیں خدا تعالے نے حضرت غوثِ پاک کو حقیقی طور پر دے رکھی ہیں حضرت غوث پاک کی طرف ان قدرتوں کی نسبت مجازی نہیں بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ یہ تمام صفات بعطاء الٰہی حضرت غوث پاک کو حقیقی طور پر حاصل تھیں لہ بریلوی مذہب میں ہے کہ شب برات میں تقدیروں کا فیصلہ بھی حضور ہی کرتے ہیں شرح اربعین نوویہ ص۳۳

لہ مولانا احمد رضا خان صاحب ایک مقام پر لکھتے ہیں :-

حقیقی بھی دو قسم ہے ذاتی کہ خود اپنی ذات سے بے عطاء غیر ہو اور عطائی کہ دوسرے نے اسے حقیقۃً متصف کر دیا ہو خواہ وہ دوسرا خود بھی اس وصف سے متصف ہو جیسے واسطہ فی الثبوت میں — یا نہیں جیسے واسطہ فی الاثبات میں۔ (الامن والعلیٰ ص۵)

واسطہ فی الثبوت کی مثال آگ اور لکڑی کی ہے لکڑی آگ میں ڈالنے سے آگ ہی بن جاتی ہے گو وہ پہلے اپنی ذات میں آگ نہ تھی بعطائے غیر وہ آگ بنی جو پہلے آگ تھی اس نے اسے بھی اس وصف سے متصف کر دیا اب اس کا آگ ہونا ایک عطائی صفت ہے لیکن ہے حقیقی کہ آگ آگ میں حقیقت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہوتا بریلوی حضرات عطاء الٰہی کی اوٹ میں اللہ تعالیٰ کی صفات حقیقی طور پر حضورؐ اور حضرت غوثِ پاک میں موجود سمجھتے ہیں۔ مولانا احمد رضا خانؒ ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں :-

احکام الٰہیہ دو قسم ہیں۔ تکوینیہ مثل احیاء اماتت وقضائے حاجات و دفع مصیبت وعطائے دولت و رزق ونعمت وفتح وشکست وغیرہا عالم کے بندوبست۔ دوسرے تشریعیہ کہ کسی فعل کو فرض یا حرام یا واجب یا مکروہ یا مستحب یا مباح کر دینا۔ مسلمانوں کے سچے دین میں ان دونوں حکموں کی ایک ہی حالت ہے کہ غیر خدا کی طرف بروجہ ذاتی احکام تشریعی کی اسناد بھی شرک ۔۔۔ اور بروجہ عطائی امور تکوین کی اسناد بھی شرک نہیں۔ (الامن والعلیٰ ص۱۳۸)

مولانا احمد رضا یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ کن فیکون کے تکوینی امور اور ان کے سب اختیارات اگر بعطاء الٰہی (باقی حاشیہ ص۳۶ پر دیکھیں)

بریلوی مفتی احمد یار خاں صاحب ایک مقام پر لکھتے ہیں :-

> حضور علیہ السلام کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ جس کے لئے چاہیں اس کی زندگی ہی میں توبہ کا دروازہ بند کر دیں کہ وہ توبہ کرے اور قبول نہ ہو جس کے لئے چاہیں بعد موت بھی دروازہ کھول دیں اور اس کو زندہ فرما کر مسلمان کر دیں۔ (سلطنت مصطفٰی ص۵۸)

یہاں اس بات کی تحقیق ضروری ہے کہ بریلوی مذہب میں خدا اور اس کے رسولِ پاکؐ میں تقسیم کار کیا ہے؟ خدا تعالےٰ کے دستِ قدرت سے بھی کوئی کام سرزد ہوتا ہے یا نہیں؟ پھر خدا تعالےٰ اور حضرت غوث پاکؒ دونوں میں سے کس کا حکم کس پر چلتا ہے؟

(بقیہ حاشیہ ص۳۵) حضورؐ اور حضرت غوث پاک میں حقیقی طور پر موجود تسلیم کئے جائیں تو یہ شرک نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بریلوی مذہب میں حضور پاکؐ اور اولیاء کرام کو حقیقی طور پر خدائی طاقتوں کا مالک تسلیم کیا جاتا ہے پہلے یہ عقیدہ فرقہ مفوضہ کا تھا اور اکابر اہل سنت ہمیشہ ان کی تردید کرتے رہے حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ باطل فرقوں میں ان لوگوں کو بھی شمار کرتے ہیں جو یہ اعتقاد رکھیں کہ دنیا کو پیدا کرنے اور تدبیر کائنات کے اختیارات حضور پاکؐ اور ائمہ کرامؒ کو بعطاء الٰہی حاصل تھے حضرت شیخ فرماتے ہیں :-

المفوضة فهم القائلون ان الله فوض تدبير الخلق الى الائمة وان الله اقدر النبى صلى الله عليه وسلم على خلق العالم وتدبيره۔ غنية الطالبين ص۲۲۱ شرح مواقف میں ہے

المفوضة قالوا ان الله فوض خلق الدنيا الى محمد صلى الله عليه وسلم (شرح مواقف ص۷۵۵)

حضرت امام ابو حنیفہؒ نے حضرت امام جعفر صادقؒ سے پوچھا هل فوض الله الامر الى عباده کیا اللہ تعالےٰ نے اپنے کام اپنے بندوں کو سونپ رکھے ہیں حضرت امام جعفرؒ نے فرمایا الله تعالى اجل من ان يفوض الربوبية الى العباد (ترجمہ) اللہ تعالیٰ اس سے بالا ہے کہ اپنی ربوبیت اپنے بندوں کے سپرد کر دے مکتوبات حضرت خواجہ محمد معصومؒ ج۳ ص۸۳

یہ سنی مذہب کا بیان تھا اس کے مقابلے میں بریلوی مذہب آپ دیکھ چکے ہیں ؎

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے ۔ کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر (حدائق بخشش ص۲۷)

خدا تعالےٰ کو حضورؐ کا منشی کہنے کی گستاخی

بریلوی مذہب میں خدا تعالےٰ حضور پاکؐ کے ماتحت ہیں کہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم حکم دیتے جائیں اور اللہ تعالیٰ آپ کا منشی بن کر قلمدان لئے ساتھ ساتھ تعمیل حکم کرتا جائے۔ معاذ اللہ و استغفرہٗ مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں ؎

نعمتیں بانٹتا جس سمت وہ ذیشان گیا	ساتھ ہی منشیٔ رحمت کا قلمدان گیا

تشریح :- مولانا احمد رضا خاں حدیث انما انا قاسم و اللہ یعطی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے (کہ حضورؐ بانٹنے والے ہیں اور اللہ تعالےٰ دینے والے ہیں) فرماتے ہیں کہ حضورؐ نعمتیں[1] بانٹتے

---

[1] محدثین اس حدیث کو باب العلم میں روایت کرتے ہیں پس اس سے مراد ان علمی فیوض و برکات کی تقسیم ہے جن کے پھیلانے اور بانٹنے کے لئے حضورؐ مبعوث ہوئے تھے علمائے اہل سنت میں سے کسی نے اس حدیث سے کن فیکون کے اختیارات اور رزق دینا اولاد دینا شفا دینا زندگی دنیا وغیرہ کی نعمتیں مراد نہیں لیں علمی فیوض و برکات جو حضورؐ نے صحابہ میں تقسیم فرمائے ان میں سے ہر ایک کو اتنا ہی ملا جتنا اللہ تعالےٰ نے اس کے لئے مقدر فرمایا اور وہی ان کا دینے والا تھا آفتاب کا نور ہر جگہ برابر پھیلتا ہے لیکن ہر جگہ اور ہر چیز اپنی فطرت اور ظرف کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حضورؐ نے اپنے علمی فیوض و برکات قولاً و عملاً عام پھیلائے لیکن ہر ایک نے اسے اپنے اپنے فہم اور استعداد کے مطابق حاصل کیا پس دینے والا اللہ ہی ہے جو فہم و استعداد عطا فرماتا ہے اور فیض پالینے کے فیصلے کرتا ہے یہ حدیث مشکوٰۃ شریف باب العلم کے صفحہ ۳۲ پر موجود ہے علامہ تورپشتی حنفیؒ اس کی شرح میں فرماتے ہیں :-

[انما انا قاسم کا اشارہ مایلقی الیھم من العلم و الحکمۃ کی طرف ہے اور واللہ یعطی کا اشارہ فھم مایھتدی بہ الی خفیات العلوم فی کلمات الکتاب والسنۃ کی طرف ہے

(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیں)

ہیں مگر یہ نہیں کہتے کہ دینے والا اللہ ہے بلکہ کہتے ہیں کہ اللہ تو حضورؐ کا منشی لگا ہوا ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ بریلوی مذہب میں مارنا زندہ کرنا رزق دینا اولاد دینا شفا دینا وغیرہ سب خدائی قدرتیں اور کن فیکون کے سب اختیارات بعطائے الٰہی حضور پاکؐ کو بلکہ ان سے حضرت غوث پاکؒ کو بھی حاصل ہیں

احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو	کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوثؒ (حدائق ۲ صہ)

بقیہ حاشیہ صفحہ

انما انا قاسم ای للعلم واللہ یعطی الفھم فی العلم بمبناہ والتفکر فی معناہ والعمل بمقتضاہ (مرقات جلد ۱ صـــ۲۶۷) (ترجمہ) میں بانٹنے والا ہوں یعنی علم اور اللہ تعالیٰ اس کا فہم اس کے معنی میں تفکر اور اس کے تقاضوں پر عمل عطا فرماتے ہیں شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ لکھتے ہیں ان الامر کلہ بید اللہ وھو المعطی لمن شاء ما شاء (تنقیح اللمعات جلد ۱ صـــ۲۵۴) ترجمہ :- سب اختیارات اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہیں اور وہی دینے والا ہے جسے چاہے دے اور جتنا چاہے دے -

کچھ محدثینؒ نے اس سے اسلامی جنگوں کے بعد غنائم کی تقسیم مراد لی ہے اس تقسیم میں بھی حضورؐ اللہ کے حکم کے تابع ہیں یہ نہیں کہ خدا آپ کا منشی لگا ہوا ہو امام بخاری حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا۔ ما اعطیکم ولا امنعکم انا قاسم اضع حیث امرت (صحیح بخاری جلد ۱ صـــ۱۰۳) ترجمہ :- میں نہ تمہیں دیتا ہوں نہ چھوڑتا ہوں میں تو بانٹنے والا ہوں وہیں رکھتا ہوں جہاں کا مجھے حکم ملتا ہے۔ امام مسلم نے حدیث انما انا قاسم صدقات کے سلسلے میں بھی روایت کی ہے امام نوویؒ (۶۷۶ھ) اس کی شرح میں لکھتے ہیں۔ معناہ ان المعطی حقیقۃ ھو اللہ تعالیٰ ولست انا معطیا وانما انا خازن علی ما عندی ثم اقسم ما امرت بقسمتہ علی حسب ما امرت بہ فالامور کلھا بمشیۃ اللہ تعالیٰ وتقدیرہ والانسان مصروف مربوب (شرح مسلم شریف صـــ۳۳۳ کتاب الزکوٰۃ)

ترجمہ :- اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ دینے والا حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی ہے میں دینے والا نہیں ہوں خدا نے مجھے خازن بنایا ہے میں اسی کے حکم کے ماتحت اس کی تقسیم کرتا ہوں سب معاملے اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہیں مگر مولانا احمد رضا خاں اس باب میں علم نبوت کے فیوض و برکات یا غنائم کی تقسیمات سے آگے گزر کر رزق کے فیصلے بھی حضور پاکؐ کے ہاتھوں سے کراتے ہیں

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم	رزق اس کا ہے کھلاتے یہ ہیں (حدائق ۲ صہ ۹)

مولانا احمد رضا کے صاحبزادے مولانا مصطفےٰ رضا حدیث انما انا قاسم کا وہ معنیٰ مراد نہیں لیتے جو علمائے اہل سنت کا عقیدہ تھا بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ ہر نعمت حضورؐ عطا فرماتے ہیں اور خدائی طاقت آپؐ کو دی گئی ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں زمین و آسمان اور دونوں جہان میں حضورؐ کا تصرف جاری ہے ہر نعمت حضورؐ ہی کے ہاتھ سے ملتی ہے (شرح استمداد ص۱۰۶)

ہر شخص جانتا ہے کہ قدرت والے کا نائب کام کرے گا اس کی طاقت اسے دی جائے گی (شرح استمداد ص۱۰۶)

صاحبزادہ صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ حضورؐ صرف علم و تربیت میں اللہ کے نائب نہیں بلکہ خدا تعالےٰ کے تمام کاموں کو آپ نائب کے طور پر سرانجام دیتے ہیں اور خدا تعالےٰ کے دست تصرف میں اب کوئی کام باقی نہیں۔ معاذ اللہ واستغفر اللہ

اہل اسلام اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ جل جلالہٗ یا جل وعلا کہتے ہیں حضورؐ کے نام مبارک کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں یہاں جلا وعلا نہیں کہتے یہ اطلاق اللہ تعالےٰ کے ساتھ خاص ہے مگر بریلوی مذہب میں اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کے ساتھ بھی ایہاماً لکھتے ہیں۔ (دیکھئے احکام شریعت مصنفہ مولانا احمد رضا خاں صاحب حصہ اول ص۱۴۶ اسطر)

عقائد کا یہ پس منظر ہے جس نے مولانا احمد رضا خاں سے خود خدا تعالےٰ کی قدرت اور اس کے تصرف کے بارے میں یہ گستاخانہ بات کہلوادی کہ وہ معاذ اللہ حضور پاک کا منشی لگا ہوا ہے اور اصل تدبیر کائنات حضورؐ کے ہاتھ میں ہے۔

پھر یہ کوئی سہو قلم نہیں ہے بریلوی جماعت خدا کو منشی رحمت قرار دینے پر اتنی خوش ہے کہ سوانح حیات اعلیٰحضرت بریلوی کے مصنف نے اپنی کتاب کے ص۸۹ پر اعلیٰحضرت کے کمالات کا ذکر کرتے ہوئے جلی حروف میں یہ سرخی چھاپی ہے **منشی رحمت کا قلمدان** اور پھر اعلیٰحضرت کے یہ شعر نقل کئے ہیں۔

حضرت غوث پاک کا خدا پر رعب

بریلوی مذہب میں خدا صرف حضورؐ ہی کے ماتحت نہیں کہ منشی بنا ساتھ ساتھ قلمدان اٹھائے پھرتا ہے اس ذات جل وعلا پر حضرت غوث پاک

کا بھی رعب جلتا ہے سوانح حیات اعلحضرت بریلوی میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت غوث پاکؒ اپنی مسجد میں وعظ فرما رہے تھے۔

ابھی وعظ فرما ہی رہے تھے کہ پانی برسنے لگا سننے والے کچھ پریشان ہونے لگے آپ نے آسمان کی طرف دیکھا اور اپنے رب سے عرض کیا کہ اے رب العزت میں تو تیرا اور تیرے محبوب کا ذکر سنا رہا ہوں اور تو پانی برسا کر سننے والوں کو پریشان کر رہا ہے؟ لکھا ہے کہ آپ کا اتنا فرمانا تھا کہ مسجد کے چاروں طرف شدت کی بارش ہوتی رہی مگر مسجد میں ایک قطرہ پانی کا نہیں آتا تھا۔ (سوانح حیات اعلحضرت بریلوی ص۱۳۲)

یہ وہ باتیں ہیں جو مریدوں نے اپنے پیروں کے بارے میں تصنیف کر رکھی ہیں لیکن حقیقت کے طالب مریدوں کی عقیدتمندی سے نہیں بزرگوں کی اپنی حق پسندی سے حقیقت کا درس لیتے ہیں حق یہ ہے کہ بریلوی مذہب درست نہیں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا عقیدہ بالکل صحیح ہے۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا عقیدہ توحید

اللہ والوں کو خوب معلوم ہے کہ مخلوق عاجز و کالعدم ہے ان کے ہاتھ میں ہلاکت ہے نہ سلطنت ان کے قبضے میں دولتمندی ہے نہ مفلسی نقصان ہے نہ نفع ان کے نزدیک خدا ئے بزرگ و برتر کے سوا نہ کوئی بادشاہ ہے نہ صاحب اختیار اس کے سوا دینے لینے والا کوئی نہیں فائدہ نقصان بھی کوئی نہیں پہنچا سکتا اس کے سوا نہ کوئی زندہ کرتا ہے نہ مارتا ہے۔ (الفتح الربانی مجلس ۱۷ ص۹۵)

جب بندہ کسی مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے تو پہلے خود اس سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے اگر نہیں نکل سکتا تو مخلوقات سے مدد لیتا ہے بادشاہوں سے حاکموں سے دنیا داروں سے امیروں سے اور دکھ درد میں طبیبوں سے[1] جب ان سے بھی کام نہیں نکلتا تو اپنے پروردگار کی طرف گریہ و زاری اور

---

[1] یہی اسباب ہیں جن کے ذریعے وہ مدد کا طالب ہوتا ہے ان اسباب میں حضرت شیخ نے قبروں کو شمار نہیں فرمایا یہ آپ سوچیں کہ کیوں؟

حمد و ثنا سے رجوع کرتا ہے اور ہمیشہ سوال دعا اور حاجتمندی کا اظہار کرتا رہتا ہے پھر اللہ تعالے اسے دعا سے بھی تھکا دیتے ہیں اور اس کی دعا قبول نہیں کرتے یہاں تک کہ کل اسباب کٹ جاتے ہیں اس وقت اس پر پوری تقدیر جاری ہوتی ہے اور وہ روح خالص بن جاتا ہے اور وہ صاحب یقین موحد بنتا ہے قطعی طور پر جان لیتا ہے کہ درحقیقت خدا کے سوا نہ کوئی کچھ کرنے والا ہے نہ حرکت اور سکون دینے والا نہ اس کے سوا کسی کے ہاتھ میں اچھائی اور برائی نفع اور نقصان بخش اور محرومی کشائش اور بندش موت اور زندگی عزت اور ذلت دولتمندی اور غریبی ہے۔ (فتوح الغیب مقالہ ۲ صــ مصنفہ حضرت غوث پاک رح)

زندگی اور موت خوشی اور غم سب کچھ نبیوں اور ولیوں کو بھی اسی کی طرف سے آتا ہے کسی کی مجال نہیں کہ دم مار سکے۔ (فتوح الغیب صــ)

جو شخص مخلوق سے خواہ اللہ کے کتنے ہی پیارے ہوں نفع اور نقصان کی امید رکھتا ہے اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص بادشاہ سے نہ ڈرے اور اس بندے سے ڈرے جو خود دوسرے کے ہاتھ میں ہے۔ (فتوح الغیب مقالہ ۱ صــ)

بریلویوں کو عبدہٗ و رسولہٗ سے ناگواری

بریلویوں کے ہاں مقربانِ بارگاہ ایزدی کے بندہ ہونے کا اگر کبھی اقرار بھی ہوتا ہے تو محض رسمی درجے میں۔ اس میں عقیدہ ہونے کی شان نظر نہیں آتی یہی وجہ ہے کہ بریلوی نمازیں جب عبدہٗ و رسولہٗ پڑھتے ہیں تو انہیں سخت ناگواری ہوتی ہے مگر اس لئے پڑھتے چلے جاتے ہیں کوئی یہ نہ کہے کہ بریلویوں نے نماز بدل دی۔ مولانا احمد رضا خاں صاحب لکھتے ہیں۔

تمہارا دین[1] یہ ہے اشھد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ یعنی کہ پہلے ہے رسولہٗ بعد کو کہ عبد کے درجے سے نہ بڑھا دینا۔ احادیث میں کس قدر تاکید کے ساتھ سجدہ کی ممانعت فرمائی

---

[1] کیا یہ آپ کا بھی دین نہیں؟ یا آپ کا دین وہی ہے جو آپ نے اپنی وصیت میں ذکر کیا تھا کہ میرے دین و مذہب پر جو میری کتابوں سے ظاہر ہے پر چلنا سب سے اہم فرض ہے۔

گئی کہیں فرمایا سجدہ لغیر اللہ حرام ہے کہیں فرمایا سجدہ اللہ کے لئے خاص ہے کہیں فرمایا سجدہ غیر اللہ کو نہ کرو اتنی احتیاطوں کے ساتھ سجدہ حرام کیا گیا ورنہ کیا جانے کیا ہوتا (پھر ان سے فرمایا) اللہ آپ کو شر سے بچائے اور امن و امان میں رکھے معاف فرمایئے غصے میں ایسے الفاظ نکل گئے میں سچ کہتا ہوں کہ اس سے مجھے ایسی ناگواری ہوتی ہے گویا تیر سینے سے بیٹھ کر نکل گیا۔

(ملفوظات حصہ چہارم صفحہ ۳۴)

جن لوگوں کو عبدہ ورسولہ کے الفاظ اس قدر گراں گزرتے ہوں گویا تیر سینے سے نکل گیا ان کا حضورؐ کی عبدیت کا اقرار محض رسمی ہے حقیقت میں وہ آپ میں الوہیت کے عنوان کے بغیر سب صفات خداوندی تسلیم کرتے ہیں۔

فرائض اسلام کو فروعات قرار دینا

یہ وہ نظریات ہیں جن کی وجہ سے بریلوی مذہب میں نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ جیسے فرائض کو فروعات قرار دیا گیا ہے اسلام کے یہ ارکان بھی ان کے ہاں اصول نہیں فروع ہیں ان کی مساجد نمازیوں سے اکثر خالی ہوتی ہیں کسی شہر میں جا کر ان کی مسجدوں اور عام مسلمانوں کی مسجدوں کا تقابل مشاہدہ کر لیں مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں ۔

> صفحہ ۹۴
>
> اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے (حدائق ۱)
> ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
>
> **تشریح:**۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ اسلام کے سب فرائض محض فروعات ہیں یونہی شاخیں ہیں اصول یہی ہے کہ اس حاکم وقت کی عبادت ہوتی رہے۔

اسلام میں بندگی اللہ کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی وہی ایک عبادت کے لائق ہے مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب حکمران کو بھی بندگی کے لائق سمجھتے ہیں بریلوی کہتے ہیں کہ یہاں حاکم سے مراد انگریز نہیں وقت کا روحانی حاکم مراد ہے سوال پھر بھی وہیں رہتا ہے کیونکہ عبادت ہم

حضور پاک علیہ السلام کی بھی نہیں کر سکتے بندگی کے لائق صرف ایک خدا ہے اس کا کوئی شریک نہیں نہ کوئی اور ذات قدیم ہے اور نہ کوئی فرشتہ یا پیغمبر خدا کا عین ذات ہے حضور علیہ السلام بھی قطعاً خدا نہیں نہ ان کی بندگی جائز ہے۔

البتہ ہندوؤں کے ہاں بندگی تعظیم اور غلامی کو بھی کہتے ہیں وہ جب ایک دوسرے کو ملتے ہیں تو بندگی کہہ کر سلام کرتے ہیں مولانا احمد رضا خاں کو ہم ہندو بھی نہیں کہہ سکتے کہ انہوں نے اس محاورے میں بندگی کا لفظ استعمال کیا ہو ہاں ایک مقام پر آپ حضرت غوث پاک سے اپنی عقیدت ظاہر کرتے ہوئے ضرور کہہ گئے تھے ؎

ستم کوری وہابی رافضی کی　　کہ ہندو تک ترا قائل ہے یا غوث (حدائق ۲ صلا)

ہندو کلمہ اسلام نہیں پڑھتے نہ حضور پاکؐ کو رسول برحق تسلیم کرتے ہیں ایسے کسی شخص کے حضرت غوث پاک کو ماننے کا سوال پیدا نہیں ہوتا جو شخص حضورؐ کی رسالت پر ایمان نہ رکھتا ہو اس کا حضرت غوث پاک کو ماننا بالکل بے معنی ہے نہ اس کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ وہ حضرت غوث پاک کا قائل ہے اب آپ سمجھ لیں کہ یہاں کونسا ہندو مراد ہے۔

ہندو اپنے خداؤں کا جنم مانتے ہیں اسلامی عقیدہ یہ ہے کہ خدا ہمیشہ سے ہے پیدا نہیں ہوا لم یلد ولم یولد اس کی شان ہے رسول پاک علیہ السلام بیشک مخلوق تھے اور پیدا ہوئے تھے خدا اور رسول دونوں کے جنم کا اعتقاد اسلام نہیں ہندو ازم ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب معراج کی رات حضور علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ کا ملنا اس طرح بیان کرتے ہیں۔

> تھے انھیں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے　　عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے
>
> تشریح: معراج کی رات رب العزت کے حضور سامنے ہونے میں بیشمار پردے تھے اور ہر ایک پردہ بیشمار جلوؤں پر مشتمل تھا وصال اور فراق کی ایک عجیب گھڑی تھی جبکہ جنم کے بچھڑے ہوئے گلے مل رہے تھے۔ (حدائق ۱ صلا۱۱۴)

خدا کے بارے میں جسم کا عقیدہ ہرگز اسلام نہیں نہ یہ عقیدہ درست ہے کہ وہ کسی کو گلے ملتا ہے یہ فرقہ مجسمہ کا اعتقاد تھا جسے اب بریلویوں نے اپنا لیا ہے قرآن کریم نے کہا ہے نہ خدا نے جتانہ وہ جتا گیا کیا یہ غلط ہے؟ ہرگز نہیں مگر کیا کریں بریلویوں کا عقیدہ ہے۔

بریلوی عقیدہ کہ خبر خداوندی میں جھوٹ ہونے کا امکان ہے

یہ خلاف واقع کے تحت القدرت ہونے کی بحث نہیں مولانا احمد رضا خاں اس سے بہت آگے نکل کر فرماتے ہیں :-

> اللہ نے خبر دی کہ فلاں بات ہوگی یا نہ ہوگی اب اس کا خلاف ممکن ہے یا محال۔ ممکن تو ہے نہیں اور محال بالذات ہو نہیں سکتا کہ نفس ذات میں امکان ہے (ملفوظات حصہ چہارم ص ۱۸)

رہا قدرت کا بیان — خدا نے خبر دی کہ وہ کافروں کو نہ بخشے گا بیشک وہ نہ بخشے گا لیکن بخشنے کی اسے طاقت ہے یا نہیں؟ آپ مولانا احمد رضا خاں کا یہ عقیدہ بھی پیش نظر رکھیں۔

> الوہیت ہی وہ کمال ہے کہ زیر قدرت ربانی نہیں باقی تمام کمالات تحت قدرت الٰہی ہیں اور اللہ تعالیٰ اکرم الاکرمین ہر جواد سے بڑھ کر جواد ہر سخی سے زیادہ سخی (ملفوظات حصہ دوم ص ۴۲)

یہ عقیدہ کہ خدا اس کے بخشنے پر قادر ہے گو وہ نہ بخشے گا خبر خداوندی کے خلاف نہیں کیونکہ یہ عدم وقوع کی خبر تھی عدم قدرت کی نہیں۔ مگر بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ خبر خداوندی کے الٹ ہونے میں نفس ذات میں امکان ہے — اب آئیے مقام رسالت اور حضور سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کی ذات گرامی کے بارے میں بھی سنی عقائد اور بریلوی مذہب کا تقابل مطالعہ کریں۔

رسالت اور امام الانبیاء کے بارے میں

مذہب اسلام

حضورؐ کے کمالات کی مثال نہیں ہو سکتی

کوئی بڑے سے بڑا انسان اور مقرب فرشتہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کمال کی مثال نہیں بن سکتا آنحضرتؐ کی کسی شان اور صفت کو شیطان کی کسی صفت پر قیاس کر کے ثابت کرنا بہت بڑی گستاخی اور سخت بے ادبی ہے ابلیس کا پہلا قصور یہ تھا کہ اس نے آدم علیہ السلام کا اپنے ساتھ مقابلہ کیا۔ حضورؐ کی شان میں قرآن کریم کے اپنے مستقل دلائل موجود ہیں آپؐ کی شان بیان کرنے کے لئے شیطان کی مثال لانا اعتقاد فاسد اور قیاس کاسد نہیں تو اور کیا ہے چہ جائیکہ شیطان کی کسی صفت کو حضورؐ کا نام لے کر آپ سے وسیع تر بتلایا جائے۔

بریلوی مذہب

شیطان کی وسعت ارضی حضورؐ سے زیادہ ہے (معاذاللہ)

مولانا احمد رضا خاں کے پیشرو بریلوی عقیدے کے مولوی عبدالسمیع رامپوری انوار ساطعہ میں لکھتے ہیں۔

> اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک و ناپاک مجالس مذہبی اور غیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعوے کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک و ناپاک کفر و غیر کفر میں پایا جاتا ہے (معاذاللہ) انوار ساطعہ ص۵۷

مولانا احمد رضا خاں نے بھی شیطان کے علم کے وسیع ہونے سے انکار نہیں کیا صرف وسیع تر ہونے سے انکار کیا ہے معلوم نہیں حضورؐ کی کسی شان کے بیان کرتے میں بریلوی مذہب والوں کو شیطان کی یاد کیوں آجاتی ہے اعلٰحضرت بریلوی لکھتے ہیں۔

ابلیس کا علم علمِ اقدس سے ہرگز وسیع تر نہیں (خالص الاعتقاد ص۵)

اس کا معنی اس کے سوا کیا ہے کہ وسیع تو ہے مگر وسیع تر نہیں (معاذ اللہ) اور پھر آپ کے مقابلے میں شیطان کے علم کو لانا یہ کونسی تعظیم و تکریم ہے۔

حضورؐ اپنے روضہ مبارک میں

مذہب اسلام:۔ حضورؐ اپنے روضہ مبارکہ میں زندہ ہیں اور عالم برزخ کے مناسب وہاں نماز بھی پڑھتے ہیں تلذذاً ذکر الٰہی اور عبادات میں مشغول ہیں۔

بریلوی مذہب:۔ انبیاء کی قبور مطہرہ میں شب باشی (معاذ اللہ)

انبیاء علیہم السلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں اور وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں (معاذ اللہ) (ملفوظات مولانا احمد رضا خاں حصہ سوم ص۲۸)

مولانا احمد رضا خاں اپنے اس عقیدے کی حمایت میں محمد بن عبد الباقی کو بھی شامل کرتے ہیں ہم ہر اس شخص سے بیزار ہیں جو ایسی لغویات کہے پھر اس کی بھی تحقیق چاہیئے کہ محمد بن عبد الباقی نے یہ لغویات کہاں کہی ہے ہوسکتا ہے اس بچارے پر جھوٹ ہی باندھا گیا ہو بہر حال جس نے بھی یہ بات کہی بڑی لغو بات کہی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امامت کا دعوےٰ

مذہب اسلام:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کے امام بلکہ امام الانبیاء ہیں

اسراء (معراج) کی رات سب انبیاء کرام نے مسجد اقصیٰ میں آپؐ کے پیچھے نماز پڑھی حضورؐ کے اپنے امر کے بغیر آپ کی امامت کا کوئی تصور نہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ آپؐ کے امر سے امام بنے تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو بھی آپ نے ہی امامت کی اجازت دی تھی اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی آپ کی امامت کا نہ کبھی دعویٰ کیا نہ اس کے لئے کبھی کوشش کی۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین

۱: حضور میرے مقتدی تھے اور میں ان کا امام — احمد رضا

۲: برکات احمد کی خوشبو بلا مبالغہ حضور جیسی تھی (معاذ اللہ)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی ارشاد فرماتے ہیں :۔

جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی ان کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں عرض کی یا رسول اللہ کہاں تشریف لے جاتے ہیں فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے۔ الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔

(ملفوظات حصہ دوم ص ۲۳)

حضور کو اچھے میاں کہنے کی گستاخی

مولانا احمد رضا خاں کے ہاں میاں کا لفظ کوئی اچھا لفظ نہیں وہ اسے پسند نہیں کرتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وہ اچھے میاں کا لفظ برملا استعمال کرتے ہیں۔

نامہ سے رضا کے اب مٹ جاؤ برے کامو	دیکھو میرے پلہ میں وہ اچھے میاں آیا (حدائق حصہ اول ص ۱۸)
میرے آقا حضرت اچھے میاں	ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے (حدائق حصہ اول ص ۹۱)

اعلیٰحضرت نے فرمایا :۔

> میاں کے ایک معنی مولیٰ کے ہیں دوسرے معنی شوہر کے اور تیسرے معنی زانیہ کا دلال ہیں۔ (سوانح اعلحضرت ص۱۰۴ ملفوظات ا ص۱۲۵)

اسی بنا پر اعلحضرت نے کہا تھا کہ جب لفظ دو خبیث معنوں اور ایک اچھے معنی میں مشترک ٹھہرا اور شرع میں وارد نہیں تو ذات باری کے لئے میاں کا لفظ استعمال نہیں کر سکتے۔

مگر افسوس کہ یہی لفظ جس کے دو معنی خبیث تھے مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے حضورؐ سید الانبیاء کے لئے استعمال کر دیا جو ذہن خود اس لفظ کو نامناسب سمجھے اور پھر اسے حضور پاک علیہ السلام پر بولے یہ گستاخی نہیں تو اور کیا ہے؟ کوئی ایسا شخص جو اس لفظ میں کوئی بوجھ محسوس نہ کرتا ہو اسے استعمال کرے تو اسے نظر انداز کیا جا سکتا لیکن خانصاحب خود اپنے ہی ہاتھوں اپنے نام نہاد ادب رسالت کا بھرم گنوا بیٹھے اور حضورؐ کی شان میں یہ گستاخی کر دی ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں　　لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

حضورؐ کو بابا کہنے کی گستاخی

بڑھاپے کی حالت میں انسان بابا بن جاتا ہے معاشرے میں باباجی کا کیا حال ہوتا ہے قرآن کریم نے اس کا عجیب نقشہ کھینچا ہے۔

اور جس کو ہم بوڑھا کر دیتے ہیں اسے خلقت میں اوندھا کر دیتے ہیں کیا پھر وہ سمجھتے نہیں (پ۲۳ یٰسین ع ۵)

اور تم میں سے ہیں جو نکمی عمر میں لے جائے جاتے ہیں سمجھنے کے بعد پھر نہ سمجھنے کی حالت میں چلے جاتے ہیں۔ (پ۱۷ الحج ع ۱)

یاد رکھیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ۶۳ برس کی عمر میں انتقال فرمایا آپ پر کبرسنی کی یہ حالت نہیں آئی کہ آپؐ بابا بنے ہوں آخر عمر تک آپؐ کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں سترہ سے زیادہ سفید بال نہیں دیکھے گئے آپؐ اس سے بھی زیادہ یہاں تشریف فرما رہتے تو آپؐ پر ایسی حالت نہ

آتی کہ آپ کو بابا کے طور پر ذکر کیا جاتا مگر مولانا احمد رضا خاں بریلوی ایک مقام پر حضرت غوث پاک کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-

کیوں نہ قاسم ہو کہ تو ابن ابی القاسم ہے	کیوں نہ قادر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا (حدائق بخشش حصہ اول ص ۴۷)
تیرے بابا کا پھر تیرا اکرم ہے	یہ منہ ورنہ کس قابل ہے یا غوث (حدائق حصہ دوم ص ۱۳)

پھر احمد نوری کو مخاطب کر کے کہتے ہیں :-

سید الانبیاء رسول اللہ	تیرا بابا ہے احمد نوری (حدائق دوم ص)

حضورؐ کو حضرت غوث پاک کی نصیحت سنانے کے لئے لانا

اسلامی عقائد میں بڑے سے بڑا ولی چھوٹے سے چھوٹے صحابی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا اور بڑے سے بڑا صحابی کسی نبی کے درجہ تک نہیں پہنچ سکتا اور سب پیغمبر مل کر بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی برابری نہیں کر سکتے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کسی صحابی کے ہاں بھی کوئی نصیحت سننے کے لئے نہیں گئے آپ سب انبیاء و اولیاء کے سرتاج تھے اور سب ولی اور صحابی آپ کے دروازے کے غلام ۔ مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب کا عقیدہ تھا کہ حضرت غوث پاک کا مرتبہ اتنا اونچا اور بلند ہے کہ خود حضورؐ بھی آپ کے پند و نصائح کی مجلس میں حاضری دیتے تھے (معاذ اللہ) بریلوی مذہب کے بانی لکھتے ہیں ؎

؎ ولی کیا مرسل آئیں خود حضورؐ آئیں	وہ تری وعظ کی مجلس ہے یا غوث (حدائق حصہ دوم ص ۳)

تشریح :- ولی کا کیا مقام ہے یہاں تو پیغمبر بھی بلکہ خود حضورؐ بھی اے غوث پاک آپ کی نصیحت کی مجلس میں حاضری دیتے ہیں ۔

سہ خوبان چو گل بوعظ عبد القادر اعیانِ رسل بوعظ عبد القادر (حدائق حصہ دوم صلے)

ترجمہ:- پھول جیسے محبوب اور سب سے بڑے رسول حضرت شیخ عبد القادر کی مجلس وعظ میں حاضر ہوتے ہیں۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو پیغمبر پر فضیلت دینا:-

سہ روئے یوسف سے فزوں تر حسن روئے شاہ ہے پشت آئینہ نہ ہو انباز روئے آئینہ

(حدائق حصہ سوم ص۶۴)

تشریح:- حضرت شاہ عبد القادر حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی زیادہ حسین ہیں آئینہ کی پشت آئینہ کے چہرے کی کیسے ہمسری کر سکتی ہے۔

حضرت یحییٰ منیریؒ کو پیغمبر پر فضیلت دینا

حضرت یحییٰ منیریؒ کا ایک سچا مرید دریا میں ڈوبنے لگا امداد کیلئے اپنے پیر کو یاد کیا اتنے میں ایک صاحب اور کہنے لگے کہ لاؤ ہاتھ میں نکال لوں۔ مرید نے پوچھا تم کون ہو؟ کہا میں خضر علیہ السلام ہوں اس مرید نے کہا ڈوب جانا بہتر ہے مگر جو ہاتھ یحییٰ منیری کے ہاتھ میں جا چکا ہے کسی دوسرے کے ہاتھ میں نہیں جائے گا۔ ابھی مرید کا یہ جملہ پورا بھی نہ ہونے پایا تھا کہ حضر علیہ السلام غائب ہو گئے اور یحییٰ منیریؒ موجود تھے فرمانے لگے شاباش ایک مرید کو اپنے پیر کا اتنا ہی پکا معتقد ہونا چاہیئے اور ہاتھ پکڑ کر دریا کے پار کر دیا۔ (سوانح اعلحضرت بریلوی ص۱۳۳)

عرض :۔ حضرت خضر علیہ السلام نبی ہیں یا نہیں؟
ارشاد :۔ جمہور کا مذہب یہی ہے اور صحیح بھی یہی ہے کہ وہ نبی ہیں زندہ ہیں خدمت بحر انہیں سے متعلق ہے۔ (ملفوظات حصہ سوم ص۷)

انبیاء کرام تک ہی محدود نہیں اعلیٰحضرت نے بعض ایسی صورتیں بھی تجویز کی ہیں کہ اولیاء اللہ خود اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر ثابت ہوں۔

حضرت جنید بغدادیؒ کو اللہ تعالیٰ پر فضیلت دینا

ایک دفعہ حضرت جنید بغدادیؒ دریائے دجلہ کو زمین کی طرح پار کر رہے تھے اور اللہ اللہ کہہ رہے تھے آپ کو دیکھ کر ایک اور شخص نے اسی طرح دریا پار کرنے کی استدعا کی اس پر مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں۔

فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا کے پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ ملفوظات حصہ اول ص۱۱۷

یہ ایک ضمنی بات تھی موضوع یہ چل رہا تھا کہ بریلوی مذہب میں انبیاء کا کیا مقام ہے اور حضور کے بارے میں انکے نظریات کیا ہیں اب آئیے حضورؐ کی ختم نبوت پر بریلوی عقیدہ معلوم کیجئے۔

حضورؐ کی ختم نبوت کا انکار

اسلام کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا حضرت مسیح علیہ السلام بیشک نزول فرمائیں گے مگر وہ حضورؐ سے پہلے کے نبی ہیں حضورؐ کے بعد پیدا نہ ہوں گے حضورؐ کے بعد کوئی نیا نبی نئی شریعت والا ہو یا تابع شریعت محمدی۔ ہرگز نہ آئے گا نبوۃ کا دروازہ ہمیشہ تک کے لئے بند ہے کبھی کسی کو نبوت نہ ملے گی مگر مولانا احمد رضا خان کہتے ہیں کہ حضورؐ کے بعد نبوت صرف ۵۶۱ ھ تک بند ہے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی وفات کے بعد رسالت کا پھر آغاز ہوگا اور جو رسول آئے گا وہ پہلے مقامات ولایت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا تابع ہوگا یعنی قادری ہوگا۔

مولانا احمد رضا خان صاحب لکھتے ہیں۔

> انجام وے آغاز رسالت باشد ایں گو ہم تابع عبدالقادر
> (حدائق بخشش حصہ دوم ص)

اس تفصیل کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعتبار سے رسالت کا دروازہ بند کیا اور ایک اعتبار سے کھولا کہ ۵۶۱ھ کے بعد اس امت میں قادری سلسلے سے کسی شخص کو نبوت ملے گی اس لحاظ سے حضورؐ نبوت کا دروازہ کھولنے والے بھی تھے۔ مولانا احمد رضا خاں لکھتے ہیں۔

> فتح باب نبوت پہ بے حد درود ختم دور رسالت پہ لاکھوں سلام
> (حدائق بخشش حصہ دوم ص)

پہلے شعر کے پیش نظر یہاں یہ تاویل بھی نہیں چل سکتی کہ فتح باب نبوت سے آدمؑ سے پہلے کی نبوت مراد ہے اب دیکھئے قادری سلسلے میں وہ کون حضرت تھے جو اپنے بعد کے لئے اعلحضرت بنیں ہم نہیں کہہ سکتے کہ نبوت کے نئے امیدوار کون تھے؟ مگر اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ

مولانا احمد رضا خان نے جو دروازہ اپنے لئے کھولا اس میں دفعتہً مرزا غلام احمد داخل ہو گئے اعلحضرت کے لئے اب کوئی گنجائش نہ رہی اور آپ کے پیرو مجبور ہو گئے کہ آپ کو صرف مجدد ہی قرار دیں لاہوری مرزائیوں نے بھی پھر یہی مناسب سمجھا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کو بھی صرف مجدد کے درجہ تک رکھیں۔

یہی وجہ ہے کہ اعلحضرت مرزا غلام احمد کے پیروؤں کی جو اپنے آپکو احمدی کہلاتے تھے بہت رعایت فرماتے تھے اور ان کی مسجدوں کو مسجد تسلیم کرتے تھے ایک مقام پر لکھتے ہیں ۔۔

زاہد مسجد احمدی پر درود　　　　دولت جیشِ عسرہ پر لاکھوں سلام

(حدائق ص $\frac{۳۶}{۲۲}$)

تشریح ۔ احمدیوں کی مسجد کے جو زاہد ہیں ان پر بھی درود ہو اور لشکرِ عسرہ کے جو سردار تھے ان پر لاکھوں سلام ہوں۔

آخر الانبیاء کا ایک اور معنیٰ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاتم النبیین اور آخر الانبیاء بایں معنیٰ کہا جاتا ہے کہ آپ کے بعد کسی نبی کی ولادت اور پیدائش نہیں مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب کا عقیدہ تھا کہ آخر النبیین کے معنی اوّل النبیین کے ہیں یعنی درجے میں سب سے اول اور آخر کا لفظ　اولیت مرتبی کے معنی میں ہے پس ان کے نزدیک لفظ خاتم یا آخر خاتمیت مرتبی کا بیان ہے آخر کا معنیٰ اول ہو یہ کسی لغت میں نہیں ہاں اس سے مراد درجے کی انتہائی جائے تو اس کے معنی اول ہو سکتے ہیں۔

پس خاتم یا آخر اگر بایں معنیٰ تجویز کیا جائے جو مولانا احمد رضا خاں بیان کرتے ہیں تو آپ کا خاتم النبیین ہونا انبیاء سابقین کی طرف نسبت نہ ہو گا بلکہ کہا جائے گا کہ آپ آدم علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے بھی خاتم النبیین تھے اور اس کے باوجود سب انبیاء اپنے اپنے وقتوں میں تشریف لاتے رہے اور ان کا حضورؐ کی خاتمیت کے بعد تشریف لانا حضورؐ کی شانِ خاتمیت کے خلاف ہرگز نہ تھا کیونکہ یہ خاتمیت مرتبی تھی (خاتمیت زمانی آپ کو اس وقت حاصل ہوئی جب آپ بالفعل اس

عالم عنصری میں تشریف لائے) مولانا احمد رضاخان اس باریک نکتہ کو یوں بیان کرتے ہیں۔

نمازِ اقصیٰ میں تھا یہی سرّ عیاں ہوں معنی اول آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے
(حدائق حصہ اول ص۱۱)

تشریح : حضور علیہ السلام نے معراج کی رات مسجد اقصیٰ میں تمام پیغمبروں کی امامت فرمائی تھی جو آپ کے سب رسولوں سے افضل ہونے کا کھلا نشان تھا اس نماز اقصیٰ میں ایک راز پنہاں تھا کہ آخرالنبیین کے معنی اول النبیین ہو کر سامنے آجائیں۔

مولانا احمد رضاخاں نے اس معنی کو ایک راز کہا ہے اندازہ ہوتا ہے جو اکثر لوگوں کو معلوم نہ ہوا اس تعبیر میں مولانا احمد رضا حضورؐ کے آخرالانبیاء ہونے کے اس معنی کو کہ آپ سب سے آخر میں تشریف لائے عوام کا خیال بتاتا چلتے ہیں اور خود اس باریک نکتے کا اظہار کر رہے ہیں کہ بناء خاتمیت کسی اور بات پر تھی اور وہ راز معراج کی رات عیاں ہو گیا تھا۔

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ معراج کی رات واقعی آپ امام الانبیاء تھے سب سے آگے گئے تھے لیکن یہ تعبیر کہ آخرالانبیاء اول الانبیاء اور افضل المرسلین کے معنی میں ہے اس راز کا افشاء مولانا احمد رضاخاں نے کیا ہے اور آخرالانبیاء کے ایک نئے معنے بتلائے ہیں جو اس سے پہلے رائج نہ تھے۔

مذہبی خودکشی کا ایک اور المیہ حزب الاحناف لاہور پاکستان میں بریلوی مذہب کا مرکزی ادارہ ہے ماہنامہ "رضوان" نے اس بات کا تجزیہ کئے بغیر کہ جب تک معروف و مسلّم معنی کا انکار نہ ہو کسی لفظ میں کوئی نیا نکتہ پیدا کرنا کفر نہیں کس بے دریغ انداز میں کفر کا یہ گولہ پھینکا ہے۔

جو شخص اس ضروری دینی معنی کے خلاف کوئی اور معنی اس لفظ کے بتائے وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ شریعت اسلامیہ کے حکم سے کافر مرتد بے دین ہے (چراغ ہدایت صفحہ)

آخر النبیین کے معنی اول النبیین قرار دینے کی صورت میں مراد خاتمیت یہ ہوگی کہ کوئی پیغمبر مرتبہ میں آپؐ کے برابر نہیں اس شان خاتمیت کے بعد سب نبی پیدا ہوئے اور آپ کی خاتمیت کی مہر نہیں ٹوٹی سو اس خاتمیت مرتبی کے بعد کسی نبی کا آنا آپ کی اس خاتمیت کے خلاف ہرگز نہیں آپؐ کے بعد بھی اگر کوئی نبی مقدر ہوتا تو اس کے آنے سے بھی آپ کی یہ خاتمیت بدستور قائم رہتی ہاں اس نئے نبی کی آمد حضورؐ کی خاتمیت زمانی کے ضرور خلاف ہے اور اس وجہ سے حضورؐ کے بعد کسی نبی کی پیدائش نہیں کیونکہ زمانی اعتبار سے بھی نبوت حضورؐ پر ختم ہو چکی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے ہاں حضورؐ کے آخری نبی ہونے میں بالذات کچھ فضیلت نہ تھی وہ اس خاتمیت زمانی کو حضورؐ کے لئے کوئی خوشی کی بات نہیں سمجھتے تھے وہ حدیث سے ثابت کرتے ہیں کہ معراج کی رات اللہ تعالےٰ نے حضورؐ سے پوچھا۔

> اغمّ علیک ان جعلتک آخر الانبیاء کیا تمہیں اس بات کا غم ہوا کہ میں نے تمہیں سب سے پچھلا نبی کیا؟ عرض کی نہیں اے رب میرے۔ ارشاد فرمایا میں نے انہیں اس لئے سب سے پچھلی امت بنایا کہ سب امتوں کو ان کے سامنے رسوا کروں (ملفوظات حصہ سوم ص۷۱)

اس سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا احمد رضا خاں کے ہاں حضورؐ کے سب سے آخری نبی ہونے میں صرف امت کا اعزاز تھا آپ کی اس میں بالذات فضیلت نہ تھی (معاذ اللہ)

مولانا احمد رضا خاں کی بیان کردہ خاتمیت مرتبی سے انکار نہیں بشرطیکہ خاتمیت زمانی کا بھی انہیں پورا اقرار ہوتا لیکن کیا کریں وہ ختم نبوت زمانی میں بالذات فضیلت نہیں سمجھتا اس کا علی الاطلاق اقرار نہیں کرتے ختم نبوت زمانی کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تک کے زمانے تک تو تسلیم کرتے ہیں لیکن ان کے بعد پھر سے آغاز رسالت کا عقیدہ رکھتے ہیں ٥

انجام دے آغاز رسالت باشد ایںنک گو ہم تابع عبد القادر (حدائق ۲ ص۳)

(ترجمہ) حضرت شیخ عبد القادر کے بعد پھر سے رسالت کا آغاز ہو گا اور وہ رسول بھی حضرت شیخ عبد القادر کا تابع ہو گا (معاذ اللہ)

یہاں آغاز سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آنا مراد نہیں لیا جا سکتا کیونکہ ان کی رسالت کا آغاز تو حضورؐ کی بعثت سے بھی بہت پہلے کا ہو چکا ہے ان کی یہ آمد ثانی ان کی اسی زندگی کا تسلسل ہو گا پس خانصاحب کی مراد نئے نبی کا پیدا ہونا ہے جس کی پیدائش سے گو حضورؐ کی خاتمیت مرتبی میں فرق نہ آئے گا لیکن اس سے آپ کی خاتمیت زمانی کا عقیدہ بری طرح مجروح ہو گا حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاتمیت زمانی کا اقرار ضروریات دین میں سے ہے اور اس کا منکر کافر ہے مگر مولانا احمد رضا خاں ایک بحث میں لکھتے ہیں کہ حضورؐ کی صحبت سے سب لوگ نبی ہو سکتے تھے۔

قریب تھا کہ یہ امت ساری کی ساری نبی ہو جائے۔

جمال ہمنشیں در من اثر کرد وگرنہ من ہما خاکم کہ ہستم (وصایا شریف ص۳۲)

ختم نبوت کے یہ معنی کہ صرف تشریعی نبوت ختم ہے کہ اب کوئی نئی کتاب نہ اترے اور کوئی نئی شریعت نہ آئے یہ مرزائی عقیدہ تھا اہل اسلام اسے نزولِ کتاب سے خاص نہیں کرتے بلکہ ہر اعتبار سے نبوت آپ پر ختم سمجھتے ہیں مگر مولانا احمد رضا وہی مرزائیوں والا عقیدہ بیان کرتے ہیں۔

آتے رہے انبیاء کما قیل لہم والخاتم حقکم کہ خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دفترِ تنزیل تمام آخر میں ہوئی مُہر کہ اکملت لکم

(حدائق ۱ ص۱۱۶)

مرزا غلام احمد کے نزدیک حضورؐ کے بعد تابع شریعت محمدیہ نبی پیدا ہو سکتا ہے اور رسالت کا آغاز پھر سے ہوا ہے مولانا احمد رضا خان کے نزدیک بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی وفات کے بعد رسالت کا آغاز نئے سرے سے ہوگا اور تابع ہونے کی شرط بھی اس میں ملحوظ ہوگی سہ

انجام وے آغاز رسالت باشد   اینک گو ہم تابع عبد القادر

افسوس کہ مولانا احمد رضا خاں صاحب نے جو دروازہ اپنے لئے کھولا اور ساری عمر اپنے آپ کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کا تابع کہتے رہے اس میں مرزا غلام احمد نے پیش قدمی کر دی وہ داخل ہوگیا اور اعلیٰحضرت دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

حضرت عیسٰیؑ اپنی پہلی حیات سے زندہ ہیں ان کی زندگی دوسری نہیں

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں

مذہب اسلام :- مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور وہ ابھی تک اپنی اسی حیات سے زندہ ہیں ان پر ایک آن کے لئے بھی موت طاری نہیں ہوئی قیامت کے قریب ان کا نزول ہوگا اور اس کے کچھ عرصہ بعد ان پر وفات آئے گی مرزائی حضرت عیسٰی علیہ السلام کی حیات کا انکار کرتے ہیں اور عیسائی حضرت عیسٰیؑ پر چند لمحوں کے لئے موت تسلیم کر کے ان کی پھر دوسری حیات کا اعتقاد رکھتے ہیں اور دوسری حیات سے پھر ان کی یہاں آمد ثانی کے قائل ہیں۔

بریلوی مذہب :- مولانا احمد رضا خاں صاحب وفات مسیح کا امکان تسلیم کر کے مرزائیت کے لئے یوں گنجائش پیدا کرتے ہیں اور عیسائیت کی حمایت کی راہ یوں کھولتے ہیں۔

اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات مان بھی لی جائے تو ان کی موت بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے صرف آنی ہے ایک آن کو موت طاری ہوتی ہے یہ مسئلہ قطعیہ یقینیہ ضروریات مذہب اہل سنت سے ہے اس کا منکر نہ ہوگا مگر بد مذہب گمراہ تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہی ہیں ۔ (ملفوظات حصہ چہارم ص۵۵)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس قسم کی حیات اہل اسلام میں سے کسی کا عقیدہ نہیں مولانا احمد رضا خان صاحب نے مرزائیت کی حمایت میں یہ تقریب پیدا کر دی ہے کہ اس طرح کے اعتقاد سے بھی حیات مسیح کا عقیدہ رکھا جا سکتا ہے ۔ (معاذ اللہ)

اصحاب رسول ﷺ کی برابری کا دعوےٰ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں

مذہب اسلام :- اسلامی تعلیمات کی رُو سے کوئی بڑے سے بڑا ولی چھوٹے سے چھوٹے صحابی کے درجہ کو نہیں پہنچ سکتا جن کی آنکھیں مشاہدۂ حضور ﷺ کی زیارت سے منور ہوئیں ان کی برابری کون کر سکے نہ صحابہ کی صفات کسی شخص میں پورے طور پر جلوہ گر ہو سکتی ہیں چہ جائیکہ کوئی ان سے بھی اکمل واتم ہو سکے۔

بریلوی مذہب :-

اعلیٰحضرت قبلہ (بریلوی) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زہد و تقوےٰ کا مکمل نمونہ اور مظہر اتم ہیں۔ (وصایا شریف ص۲۳ طبع جدید مرتبہ مولانا حسنین رضا خان بریلوی)

اصحاب رسول کی شان میں گستاخی

مولانا حسنین رضا خاں بریلوی مولانا احمد رضا خاں کے بارے میں لکھتے ہیں

> زہد و تقوی کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اعلیحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ کے اتباعِ سنت کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم[1] ہو گیا تھا۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں گستاخی

جناب احمد رضا خان صاحب نے حضرت ام المومنین کی شان میں قصیدہ لکھا ہے۔

> تنگ و چست ان کا لباس اور وہ جوبن کا بہار | مسکی جاتی ہے قبا سر سے کمر تک لے کر
>
> یہ پھٹا پڑتا ہے جوبن مرے دل کی صورت | کہ ہوئے جاتے ہیں جامہ سے بروں سینہ و بر
>
> (حدائق بخشش حصہ سوم صہ ۳۷)

[1] نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب لاہور کے مالک نے اس گستاخانہ عبارت کو بدل کر وصایا شریف کے جدید ایڈیشن میں یہ لفظ لکھ دیئے ہیں۔ "اور زیادہ ہو گیا" صاحب مطبع نے یہ تبدیل شدہ عبارت ذرا باریک لکھوائی ہے تاکہ عبارت کی تبدیلی نمایاں رہے کاتب نے پہلے اصل عبارت "کم ہو گیا" لکھ دی ہو گی مگر اس ترمیم سے مولانا حسنین رضا خاں کے اپنے گستاخانہ عقیدے کی تردید نہیں ہوتی۔ ہم نے یہ حوالہ طبع قدیم سے پیش کیا ہے نوری کتب خانہ کے مالک بریلویوں کی کتابوں میں ترمیم خوب کرتے رہتے ہیں مولانا نعیم الدین مراد آبادی کی کتاب العقائد میں پیغمبروں کے بیان میں ان کی بشریت کا لفظ موجود تھا مصنف کی وفات کے بعد صاحب مطبع نے اس عبارت کو بھی گستاخانہ سمجھتے ہوئے لفظ نور سے بدل دیا قارئین کتاب مذکور کے پرانے ایڈیشن دیکھ لیں۔

بریلویوں نے ان توہین آمیز اشعار کے بارے میں اپنا توبہ نامہ شائع کیا ہے جو ان کے فتاوی مظہری میں درج ہے بریلوی لوگ اس میں بڑے اضطراب اور تذبذب کا شکار ہیں مندرجہ ذیل متضاد بیانات ان کی اس پریشانی کے غماز ہیں۔

۱۔ مولانا مصطفےٰ رضا خاں کہتے ہیں کہ یہ اشعار اعلحضرت کے نہیں (فتاوی مظہری ص۳۸۹ سطر ۲۵)

۲۔ مرتب مجموعہ حدائق بخشش کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اشعار اعلحضرت کی بیاض سے نہایت احتیاط کے ساتھ نقل کئے۔ (ماہنامہ سنی لکھنؤ ذوالحجہ ۷۴ھ، ۱۳۱ مظہری ص۳۹۳ سطر ۱۲)

اور تاویل یہ کی ہے کہ یہ شعر ام المومنین کے لئے نہیں ام زرع کے بارے میں کہے گئے تھے۔

۳۔ مولوی مظہر اللہ کہتے ہیں کہ فقیر کو اس میں بھی تامل ہے کہ فاضل بریلوی نے یہ اشعار کہے ہوں کہ ان کی شان کے خلاف معلوم ہوتے ہیں اور ہوسکتا ہے کہ فاضل موصوف کی چنچل طبیعت سے ان عورتوں کے حق میں یہ کلام صادر ہوا ہو۔

۴۔ بریڈ فورڈ کے بریلوی مولویوں کی تحقیق یہ ہے کہ کاتب دیوبندی تھا جس نے یہ اشعار ام المومنین کے نام درج کردیئے۔

۵۔ مفتی مظہر اللہ کہتے ہیں میرے نزدیک زید بھی اس ناپاک الزام سے بری ہے اور کاتب بھی۔ (فتاوی مظہری ص۴۰۳ سطر ۲۱)

ان الجھے ہوئے بیانات کے بعد کون ہے جو اس توبہ نامہ کو قبول کرے توبہ کا یہ قصہ بریلوی مذہب والوں نے اپنے گستاخانہ عقائد پر پردہ ڈالنے کے لئے بہت بعد تصنیف کیا ہے ستر سال ہو رہے ہیں جب ۱۳۲۵ھ میں حدائق بخشش مرتب ہوئی تھی اس کے پورے پندرہ سال بعد ۱۳۴۰ھ میں مولانا احمد رضا خان کا انتقال ہوا یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جس مصنف کے نام سے یہ مجموعہ کلام شائع ہوتے والا تھا پندرہ سال میں بھی اسے کبھی دیکھنے کا موقعہ نہ ملا ہو پھر کتاب

کی طباعت ۱۳۲۴ھ میں ہوئی تو کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ ۳۲ سال تک اسے مولانا احمد رضا کے صاحبزادوں تک نے بھی نہ دیکھا نہ ان کے بریلوی عقیدتمندوں نے کبھی ان گستاخانہ اشعار پر نظر کی حتی کہ اس کا دوسرا ایڈیشن بھی شائع ہوگیا اور ام المومنین کی شان میں یہ گستاخی اور دریدہ دھنی اسی طرح رہی پھر جب سنی مسلمان اس (مجموعہ کے مرتب) بریلوی مذہب والے کو مسجد کی امامت سے علیحدہ کرنے لگے (فتاوی مظہری ص ۳۹ سطر ۱) تو اس نے ۱۹۵۵ء میں ایک توبہ نامہ شائع کردیا اور کتاب کی اشاعت پھر بھی ہوتی رہی پھر بریلویوں نے مجبور ہوکر حدائق بخشش کے پہلے دو حصوں کو ہی مکمل حدائق بخشش کہنا شروع کردیا اگر اس توبہ کی کچھ بھی حقیقت ہوتی تو دو حصوں کو مکمل قرار دینے والے بریلوی اس تیسرے حصے سے اس طرح لاتعلقی کیوں برتتے اگر یہ واقعی توبہ ہوتی تو بریلوی مفتی یہ کیوں لکھتے ؛ ۔

> اس معمولی غلطی کو جو شرعاً قابل گرفت نہیں ان کی ذات کریمہ معاف نہ فرمائے گی ؟ اور فرض کیجئے وہ معاف نہ فرمائیں گی تب بھی مسلمانوں کو اس سے کیا علاقہ ؟ کہ یہ معاملہ ایک خطاکار بچہ کا اور اس کی مشفقہ ماں کا ہے جس پر کروڑوں ماؤں کے اشفاق بے پایاں نثار ۔ پھر یہ معاملہ قیامت کا ہے دنیوی احکام تو صرف توبہ پر ختم ہوجاتے ہیں (فتاوی مظہری ص ۳۸۸)

مفتی صاحب ! یہ معاملہ صرف یہ گستاخ بچے کی ماں کا نہیں سب مسلمانوں کی ماں کا ہے آپ کیا کہہ رہے ہیں مسلمانوں کو اس سے کیا علاقہ ؟ کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ بریلوی جو چاہیں کریں مسلمان انہیں کچھ نہ کہیں یاد رکھئے مسلمان بریلویوں کی ان گستاخیوں پر ضرور نوٹس لیں گے ۔ عذر گناہ بدتر از گناہ ۔

مرتب مجموعہ نے اپنے توبہ نامے میں یہ بخش اشعار ام زرع پر لگائے ہیں صحیح بخاری میں ہے کہ حضور نے حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا کنت لک کابی زرع لام زرع (ترجمہ) میں تیرے لئے اس طرح ہوں جیسے ابوزرع ام زرع کے لئے تھے (صحیح بخاری ۲ ص ۳۴) وہ بی بی جسے حضور ؐ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی کے لئے تشبیہاً ذکر فرمائیں اس کے بارے میں یہ فحش شعر کتنا کیا ام المومنین کی زبردست توہین نہیں ؟ مولانا احمد رضا خاں نے جو پیرایہ بیان حضرت ام المومنین کے لیے یا ام زرع کے لئے اختیار کیا ہے وہ کسی بھی باغیرت خاتون کے لئے اختیار نہیں کیا جا سکتا چہ جائیکہ اسے مذہبی لٹریچر میں جگہ دی جائے ۔

مولانا احمد رضا خاں ایک دوسری بحث میں لکھتے ہیں :-

اللھم اغفر للمتسرولات اے اللہ بخش دے ان عورتوں کو جو پاجامہ پہنتی ہیں غالباً پاجامہ تنگ تھا ۔ (احکام شریعت حصہ دوم صـــ۲۲۳ـــ)

اعلحضرت کو کیسے پتہ چل گیا کہ غالباً پاجامہ تنگ تھا اعلحضرت کی نظر کہاں رہتی تھی اور ایسے امور کیسے بھانپ لیتی تھی بھلا یہ باتیں ذکر کرنے کی ہیں کیا صحابہ کرام رض کی سیرت کا یہ حضرت مکمل نمونہ تھے ۔ (معاذ اللہ)

اولیاء کرام رح کے بارے میں

مذہب اہل سنت :- اولیاء اللہ

اولیاء اللہ کوئی غیب کی خبر دیں تو یہ کرامت ہے

کو اللہ تعالیٰ جب اور جتنی غیب کی خبر دیں تو یہ نور سنت کا فیض ہے ان پاک ہستیوں کو امور غیبیہ پر اطلاع جب بھی ملے اور جتنی بھی ملے کرامۃً ملتی ہے اور یہ روحانی کمال کی ایک جھلک ہے ۔

بریلوی مذہب :- ایک

اولیاء اللہ کا علم غیب گدھے سے بڑھ کر نہیں (معاذ اللہ)

بادشاہ نے ایک ولی اللہ کے دربار میں حاضری دی ان کے پاس کچھ سیب تھے بادشاہ نے ایک خاص سیب کا ارادہ کیا کہ مجھے دیں گے تو انہیں ولی سمجھوں گا ۔ اس پر انہوں نے ایک گدھے والے کی حکایت بیان کی اعلحضرت یہ بات ان الفاظ میں پیش فرماتے ہیں ۔

اس شخص کے پاس ایک گدھا ہے اگر یہ غیب ہم نہ دیں تو ولی ہی نہیں اور اگر دے دیں تو اس گدھے سے بڑھ کر کیا کمال کیا۔ (ملفوظات حصہ چہارم ص۱)

وہ ولی اللہ اور ان کی متابعت میں اعلیٰحضرت یہ کہنا چاہتے ہیں کہ مطلق غیب کی بات جان لینے میں اولیاء اللہ کی کوئی تخصیص نہیں ایسا جان لینا تو گدھے کو بھی حاصل ہے اولیاء اللہ کا کسی غیب کی خبر دینا گدھے سے بڑھ کر کوئی کمال نہیں ہے (معاذ اللہ) دیکھا کس طرح اولیاء کرام کے علم کو گدھے کے علم سے ملا دیا۔ توبہ بریلوی مذہب سے ہزار بار توبہ

مذہب اسلام	
	اولیاء اللہ مریدوں کی بیویوں کے پاس نہیں سوتے

اولیاء کرام مریدوں کی بیویوں کے ساتھ خلوت نہیں کرتے نہ ان کی پرائیویٹ زندگی کا نظارہ کرتے ہیں محرم اور غیر محرم کے اسلامی احکام پر ان کا عمل ہوتا ہے جب خاوند اور بیوی خلوت میں ہوں تو اس وقت اللہ کے فرشتے بھی حیا کے باعث پاس نہیں آتے یہ اور زیادہ مقام حیا ہے۔

بریلوی مذہب	
	پیر کی چارپائی مرید کی بیوی کے پاس ہوتی ہے

مولانا احمد رضا خان بریلوی پیر کے حاضر و ناظر ہونے پر دلیل پیش فرماتے ہیں۔

سیدی احمد سلجماسی کے دو بیویاں تھیں سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہمبستری کی یہ نہیں چاہیے عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی عرض کی حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا؟ عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا ـــــ تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہوتا ہر آن ساتھ ہے (ہر نظارہ کرتا ہے) (ملفوظات حصہ دوم ص۱۹)

بریلوی مذہب کے پیرو اسی لئے یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ پیر کی بیعت کے لئے خاوند کی اجازت ضروری نہیں اعلحضرت کی کتاب احکام شریعت میں ہے۔

مسئلہ :- کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ عورت بغیر اجازت شوہر کے مرید ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر بغیر اجازت ہو گئی تو کیا حکم ہے؟
الجواب :- ہو سکتی ہے۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص۱۶۴)

اعلحضرت نے جس مکروہ انداز میں اولیاء اللہ کا حاضر و ناظر ہونا بیان فرمایا ہے ہم اس پر کوئی تبصرہ کرنا نہیں چاہتے حقیقتِ حال آپ کے سامنے خود واضح ہے لیکن ہم یہ سوال کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اہل اللہ کے حاضر و ناظر ہونے میں کوئی عظمت اور کمال ہے یا نہیں؟ بریلوی حلقوں میں کوئی شخص اولیاء اللہ کے اس طرح حاضر و ناظر ہونے کو نہ مانے تو الزام دیا جاتا ہے کہ وہ اولیاء اللہ کی عظمت و شان کا معتقد نہیں اور ان کے کمال کا اعتراف نہیں کرتا۔ اس صورت حال سے پتہ چلتا ہے کہ بریلویوں کے ہاں حاضر و ناظر ہونا اہل اللہ کے روحانی کمالات میں سے ہے یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ اس طرح کی کھینچا تانی سے خواہ اس کے لئے کتنا مکروہ استدلال کیوں نہ کرنا پڑے اولیاء کرام کے حاضر و ناظر ہونے پر استدلال کرتے رہتے ہیں۔

لیکن ہماری حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ وہ برملا یہی اعتقاد کفار و مشرکین کے بزرگوں میں بھی تسلیم کرتے ہیں اور صاف اقرار کرتے ہیں کہ یہ کوئی کمال نہیں۔ ہم بریلویوں کے ضمیر سے پوچھتے ہیں کہ جو حقیقت آپ کے اعلحضرت کفار و مشرکین تک میں تسلیم کرتے ہیں کوئی شخص اگر اس صفت کو کسی بزرگ میں تسلیم نہ کرے تو وہ بزرگان دین کا منکر کیسے ہو گیا ایسے امور اگر واقعی کسی تکریم کا موجب تھے تو آپ نے انہیں کفار و مشرکین میں کیسے تسلیم کر لیا؟ مذہبی خود کشی کا اس سے زیادہ عبرتناک نمونہ اور کیا ہو گا اپنے ہی مذہب سے تصادم کی یہ عبرتناک داستان سنئے اور اس پر سر دھنیئے۔

اولیاء اللہ کرشن کنہیا کی طرح حاضر و ناظر

کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا فتح محمد اگر چند جگہ ایک وقت میں ہو تو کیا تعجب ہے (یہ ذکر کر کے فرمایا) یہ گمان کرتے ہو کہ شیخ ایک جگہ موجود تھے باقی شبابیں۔ حاشا شیخ بذات خود ہر جگہ موجود تھے اسرار باطن فہم ظاہر سے وراء ہے خوض و تحیر بے جا ہے۔
(ملفوظات مولانا احمد رضا خان حصہ اول ص۱۲۱)

اولیاء اللہ سے کرشن کنہیا کو بڑھا دیا کہ وہ چند جگہ تھے اور کرشن کنہیا کئی سو جگہ یہ انداز بیان اولیاء کرام کی بڑی توہین ہے ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں

مرنے کے بعد روح کا ادراک بے شمار بڑھ جاتا ہے خواہ مسلمان کی ہو یا کافر کی۔
(ملفوظات حصہ اول ص۹۱)

یہی بات امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے ایک اور رنگ میں کہی تھی روح را نسبت با جمیع اکمنہ باوجود لا مکانیت برابر است (مکتوبات شریف دفتر اوّل مکتوب ۲۸۵) ترجمہ) روح کا تعلق باوجود لا مکانی ہونے کے تمام جگہوں کے ساتھ ایک جیسا ہے۔ مولانا ابوالبرکات سید احمد ناظم انجمن حزب الاحناف لاہور نے مکتوبات شریف میں سے چالیس ارشادات کا انتخاب کر کے ان کا ترجمہ بصورت اشتہار شائع کیا تھا ان چالیس میں حضرت مجدد الف ثانی کا یہ ارشاد بھی شامل ہے مگر موصوف اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں۔

انبیاء و اولیاء کی پاک روحوں کو عرش سے فرش تک ہر جگہ برابر کی نسبت ہوتی ہے کوئی چیز ان سے دور نزدیک نہیں۔

مولانا موصوف نے جھوٹ بولنے میں اپنے پیشروؤں کو بھی مات کر دیا ہے۔ یہ سب محنت اور عبارت محض اس لئے کی ہے کہ ردرح کے یہ وسیع ادراکات کافر کی روح سے متعلق ہو سکیں اور اہل اللہ کے بارے میں ان کا خود ساختہ معیار کمال حضرت امام ربانی کے اس ارشاد سے مجروح نہ ہو سکے لیکن سید صاحب کے اس جھوٹ سے کیا بنتا ہے جب اعلحضرت خود اپنے ہاتھوں اپنے خود ساختہ معیار کمال کو تار تار کر چکے ہوں

مولانا احمد رضا خاں صاحب سے پوچھا گیا کہ اولیاء کرام ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟ تو آپ نے یہ نہیں کہا کہ خدا چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے بلکہ فرمایا :۔

> اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ اوّل ص ۱۲)

پیش نظر رہے کہ سائل نے صرف چند جگہ حاضر ہو سکنے کی قوت کا پوچھا تھا دعوت کا نہ سوال تھا نہ کوئی تذکرہ یہ اعلحضرت کی حکمت کہیے یا پیش بینی کہ اپنی طرف سے دعوت قبول کرنے کی بات کہہ دی بعض پیر اسی حکیمانہ طریق سے مریدوں کو دعوت کرنا سمجھا دیتے ہیں کسی نے کسی بھوکے سے پوچھا دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؟ جواباً فرمایا چار روٹیاں اسی کو حکمت عملی بھی کہتے ہیں۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب کا یہ ارشاد بھی ملحوظ رہے :۔

> بس سمجھ لیجئے وہ صفت جو غیر انسان کے لئے ہو سکتی ہے انسان کے لئے کمال نہیں اور جو غیر مسلم کے لئے ہو سکتی ہے مسلم کے لئے کمال نہیں۔ (الملفوظات حصہ ۴ ص ۱)

اس تفصیل سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ علم غیب اور حاضر و ناظر جیسے امور جن کو بریلوی مذہب کے پیرو اپنے امتیازی عقائد سمجھتے ہیں ان کی اپنی حقیقت ان لوگوں کے ہاں کیا ہے اولیاء اللہ کا غیب کی بات کو جان لینا ان کے ہاں گدھے سے بڑھ کر نہیں اور ان کا کئی جگہ حاضر و ناظر ہو جانا یہ کفار و مشرکین اور کرشن کنہیا میں بھی تسلیم کرتے ہیں۔ تعظیم کہاں گئی اور تکریم کہاں رہی؟ کیا یہی وہ عنوان ہیں جن کے ماننے اور نہ ماننے پر کفر و اسلام کے فاصلے بتائے جاتے ہیں؟ اور ان کے سہارے نصف صدی سے مسلمانوں کی تفریق جاری اور سنی بریلوی اختلافات کے محاذ پر عرصہ دراز سے جنگ لڑی جا رہی ہے۔

مولانا | اولیاء اللہ میں روحانی طاقت اکھاڑے کی کشتی سے آتی ہے

احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں:۔

خواجہ نقشبندؒ بخارا میں حضرت امیر کلالؒ کا شہرہ سن کر خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو دیکھا ایک مکان کے اندر خاص لوگوں کا مجمع ہے اکھاڑے میں کشتی ہو رہی ہے حضرت بھی تشریف فرما ہیں اور کشتی میں شریک ہیں حضرت خواجہ نقشبندؒ عالم جلیل پابند شریعت۔ ان کے قلب نے کچھ پسند نہیں کیا حالانکہ کوئی ناجائز بات نہ تھی یہ خطرہ آتے ہی غنودگی آگئی دیکھا کہ معرکہ حشر بپا ہے ان کے اور جنت کے درمیان ایک دلدل کا دریا حائل ہے یہ اس سے پار جانا چاہتے تھے دریا میں اترے جتنا زور کرتے دھنستے جاتے یہاں تک کہ بغلوں تک دھنس گئے اب نہایت پریشان کہ کیا کیا جائے اتنے میں دیکھا کہ حضرت امیر کلالؒ تشریف لائے اور ایک ہاتھ سے نکال کر دریا کے اس پار کر دیا آپ کی آنکھ کھل گئی قبل اس کے کہ کچھ عرض کریں حضرت امیر کلالؒ نے فرمایا ہم اگر کشتی نہ لڑیں تو یہ طاقت کہاں سے آئے۔

(ملفوظات حصہ چہارم ص ۲۷)

بریلوی حضرات کے ہاں اولیاء اللہ کی تعظیم کا جو پیمانہ رائج ہے اس میں حضرت غوث پاک شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی تعظیم کی ایک جھلک دیکھیے۔

حضرت غوث پاک کی شان میں گستاخی

مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی حضرت غوث پاک کی شان میں لکھتے ہیں :-

> مرغ سب بولتے ہیں بول کے چپ رہتے ہیں ⁂ ہاں اصیل اک نوا سنج رہے گا تیرا
>
> (حدائق بخشش حصہ اول ص۶)

تشریح :- چمن ولائیت میں سب مرغان چمن اپنے وقت میں بول کر چپ ہو گئے لیکن آپ ایک ایسے اصیل مرغ ہیں جو چمنستان ولائیت میں ہمیشہ نوا سنجی کرتا رہے گا (معاذ اللہ)

حضرت پیران پیر کی شان میں یہ الفاظ سخت بے ادبی اور گستاخی کے ہیں بریلویوں کو ان لفظوں سے توبہ کر لی چاہیئے۔

برصغیر پاک و ہند میں شجر اسلام کا باقاعدہ پھیلاؤ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کے وقت سے ہوا اس سے پہلے کہیں کہیں خال خال اسلام کے آثار تھے پاک و ہند کے مسلمان ابھی تک حضرت خواجہ غریب نواز معین الدین اجمیریؒ کو اپنا پیش رو اور محسن عظیم سمجھتے ہیں حضرت کی خدمات اسلام اور فیض روحانیت سے مسلم حکمرانوں کے حملے کو کیا نسبت ۔

مولانا احمد رضا خاں صاحب سے سوال کیا گیا اس کا جواب ملاحظہ فرمایئے۔ کہ مولانا احمد رضا خاں نے حضرت کے اتنے عظیم کردار کا کیسے خون کر دیا۔

> عرض ۔ حضور ہندوستان میں اسلام حضرت خواجہ غریب نواز کے وقت سے پھیلا؟
>
> ارشاد ۔ حضرت سے کئی سو برس پہلے اسلام آگیا تھا مشہور ہے کہ سلطان محمود غزنوی نے سترہ حملے ہندوستان پر کئے۔
>
> (الملفوظات حصہ اول ص۱۲۸)

سائل اسلام کے آنے کا نہیں پھیلنے کا پوچھ رہا ہے مگر اعلیحضرت سوال بڑی حکمت سے کاٹ رہے ہیں اور حضرت اجمیریؒ کی خدمات عظیمہ کو سلطان محمود غزنوی کے حملوں کے ساتھ ملا رہے ہیں روحانی دنیا کے سلطان الہند کے ساتھ اعلیحضرت کا یہ رویہ انتہائی قابل افسوس ہے جتنا حضرت پیران پیر کو اصیل مرغ سے تشبیہہ دینا باعث افسوس تھا۔

حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کی خدمات کا اعتراف نہ کرنا اور سلطان محمود غزنویؒ کو ان پر مقدم کرنا محض اس لئے ہے کہ حضرت اجمیریؒ خان نہ تھے اور سلطان محمود غزنوی افغان تھے مولانا احمد رضا خان بھی افغانوں کے قبیلہ بڑہیچ سے تعلق رکھتے تھے افغان ہونے کی عصبیت کارفرما تھی جو خاں صاحب بریلوی حضرت اجمیریؒ کی اسلامی خدمات کو نظرانداز کر رہے ہیں اس تفصیل سے یہ بات واضح ہے کہ جہاں تک اولیاء کرام کی اپنی شان اور خدمات کا تعلق ہے اس سے بریلویوں کو کوئی دلچسپی نہیں یہ لوگ ان نفوس قدسیہ سے صرف اسی حد تک دلچسپی رکھتے ہیں کہ وہ انہیں خدا کی صفات میں حصہ دار کر سکیں۔ خانصاحب بریلوی نے اپنے والد محترم کو خواب میں دیکھا خانصاحب کو گیارہ درجے انہوں نے طے کرائے اور باقی خدا نے۔ خدا کے ساتھ یہ حصہ داری اور تقسیم کار بہت عجیب ہے خانصاحب لکھتے ہیں :-

ایک بار میں نے دیکھا کہ حضرت والد ماجد کے ساتھ ایک سواری ہے بہت نفیس اور اونچی بھی تھی والد ماجد نے کمر پکڑ کر سوار کیا اور فرمایا گیارہ درجے تک تو ہم نے پہنچا دیا آگے اللہ مالک ہے۔ (ملفوظات حصہ سوم ص ۶۵)

کیا پہلے گیارہ درجے طے کرتے میں خدا تعالیٰ کا دخل نہ تھا اگر تھا تو آگے اللہ کو خصوصیت سے مالک کہنے کے کیا معنیٰ حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کی تقسیم کار نہیں ہر شخص اور سبب اللہ تعالیٰ کے ماتحت ہے اس کے ساتھ حصہ داری جتلانا یا تقسیم کار جتلانا یہ اولیاء اللہ کی تعظیم نہیں اسلام کے عقیدہ توحید کی توہین ہے۔

اعلحضرت کا یہ کہنا کہ حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ سے کئی سو برس پہلے اسلام ہندوستان میں آگیا تھا غلط ہے مولانا احمد رضا خان کا تاریخی مطالعہ بہت کمزور تھا سلطان محمود غزنویؒ آپ سے کئی سو برس پہلے نہیں صرف دو سو برس پہلے آئے تھے۔

حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی شان میں گستاخی

مولانا احمد رضا خان جہاں بھی حضرت مجدد الف ثانیؒ کا ذکر کرتے ہیں انہیں مسلمانوں کے مسلم پیشوا اور بزرگ کے طور پر نہیں صرف خاندان دہلی (حضرت شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے خاندان) کے پیشوا کی حیثیت میں ذکر کرتے ہیں مولانا احمد رضا اپنی کتاب الکوکبۃ الشہابیہ ص۲۰ پر یوں ذکر کرتے ہیں "تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت" پھر ایسا قوتۃ الواسطہ ص۱ پر کہتے ہیں "تمام خاندان دہلی کے آقائے نعمت" اور کہیں حضرت امام ربانی کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ بھی نہیں لکھتے۔ نقشبندی سلسلے سے مولانا احمد رضا کو یہ بغض کیوں ہے؟ اس لئے کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سنت کی حمایت اور بدعت کی مخالفت میں بہت کوشاں تھے مولانا احمد رضا انہیں اپنے بزرگوں میں جگہ ہی نہیں دیتے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں۔

کوئی مجددی ان کے قول سے استدلال کرے اس کو وہ جانے ہم تو ایسے شیخ کے غلام ہیں جس نے جو بتایا صحو سے بتایا خدا کے فرمانے سے کہا تمام جہان کے شیوخ نے جو زبانی دعوے کئے ہیں ظاہر کر دیا ہے کہ ہمارا سکر ہے اور ایسی غلطیاں دو وجہوں سے ہوتی ہیں ناواقفی یا سکر سکر تو یہی ہے۔ (ملفوظات حصہ سوم ص۲۷)

سب مسلمانوں کے مسلّم پیشوا اور نقشبندی حضرات کے پیر و مرشد حضرت امام ربانی کی غلطیاں نکالنے والے اور ان پر طنز کرنے والے اعلحضرت کے اپنے عقائد آپ دیکھ چکے ہیں اب حرمین شریفین کے بارے میں ان کے نظریات ملاحظہ کیجئے اور بزرگوں کی شان میں گستاخی کرنے والوں کی انتہائی جسارت دیکھئے۔

بیت اللہ شریف اور حرم نبوی شریف پر کفار کے قبضے کا امکان تسلیم کرنا

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے بارے میں

مذہب اسلام:۔ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ پر کفار کے قبضے کا عقیدہ غلط ہے ارض حرم پر قیامت تک کافروں کا قبضہ ممکن نہیں ایسا ہونے کا کوئی امکان ہوتا تو پھر یہاں مسلمانوں کو کفار سے جہاد کرنے کی اجازت بھی لازم تھی حالانکہ حدیث کی رُو سے اس میں قیامت تک کے لئے قتال حرام ہے۔ مدینہ منورہ کی پاک سرزمین میں دجّال داخل ہونے کی کوشش کرے گا تو ایسے گھلے گا جیسے نمک پانی میں گھلتا چلا جاتا ہے۔ [1]

بریلوی مذہب:۔ بریلوی مذہب کے لوگ حرمین شریفین کے ائمہ کرام اور وہاں کی حکومت کو مسلمان نہیں سمجھتے انہیں وہابی کہتے ہیں اور وہابیوں کو مرتد یقینی کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بریلوی لوگ وہاں جا کر وہاں کے اماموں کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے حرمین شریفین جا کر بھی وہاں کی نماز باجماعت سے محروم رہتے ہیں مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتاب احکام شریعت میں ہے۔

> **مسئلہ:۔** اگر ہجرت میں یہ نیت کرے کہ جب تک بیت اللہ شریف اور مدینہ منورہ پر کفار کا قبضہ ہے اتنی مدت اپنے وطن میں واپس نہ آئے گا ایسی نیت اس کی درست ہو گی یا نہیں؟۔
>
> **جواب:۔** زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۴۷)

[1] اس حاشیہ کیلئے ص ۶ کے ذیل میں دیکھئے

[2] دیکھئے احکام شریعت حصہ اول ص ۱۲۲ ۔ [3] اس میں نماز بجماعت اَولیٰ ہی ہے۔ احکام شریعت حصہ دوم ص ۲۳۴

یاد رہے اس وقت حرمین شریفین میں شریف مکہ کا اقتدار تھا۔ جنہیں خاں صاحب بریلوی کافر نہ کہتے تھے کیونکہ شریف ترکوں کے مخالف تھے مگر خانصاحب اس امکان کو ضرور تسلیم کرتے ہیں کہ وہاں کفار کا قبضہ ہو سکتا ہے اعلحضرت جسے درجہ امکان میں تسلیم کرتے تھے ان کے مذہب کے پیروں نے اب اسے درجہ وقوع میں تسلیم کر رکھا ہے اور بریلوی وہاں جا کر وہاں کے اماموں کے پیچھے جماعت سے نماز نہیں پڑھتے۔

حرمین شریفین پہ کافروں کے قبضے کا امکان تو درکنار اعلےٰ حضرت اپنے پیروں کو تو یہ بھی بتا گئے تھے کہ آئندہ ایک وقت آئے گا جب مسلمانوں کی دنیا میں کہیں بھی حکومت نہ ہوگی۔

شاید ۱۸۳۷ میں کوئی سلطنت اسلامی باقی نہ رہے۔ (ملفوظات حصہ اول ص۱۱۲)

خدا کرے اعلحضرت کی یہ تمنا کبھی پوری نہ ہو اور حرمین شریفین ہمیشہ اسلام کی حفاظت میں رہیں۔

بریلوی عقیدہ کہ بیت اللہ شریف مجرا کرتا ہے۔ (معاذاللہ)

مولانا احمد رضا خاں صاحب نے بیت اللہ شریف کو کیسے مکروہ انداز میں تمسخر کے ساتھ ملایا ہے لکھتے ہیں۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا — تیری ہیبت تھی کہ ہر بُت تھرتھرا کر گر گیا
(حدائق بخشش حصہ اول ص۲۰)

اسی پر اکتفا نہیں خانصاحب بریلوی نے عرش اعلیٰ کے لئے بھی مجرے کا لفظ استعمال کیا ہے۔

جھکا تھا مجرے کو عرش اعلےٰ ۔ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
کہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا ۔ وہ گرد قربان ہو رہے تھے!
(حدائق بخشش حصہ اوّل صـ ۱۱۲)

مدینہ شریف کو علی پور سے ملا دینا

مدینہ بھی مطہر ہے مقدس ہے علی پور بھی ۔ ادھر آؤ تو اچھا ہے اُدھر جاؤ تو اچھا ہے
(رسالہ انوار صوفیہ ستمبر ۱۹۲۰ صـ ۹)

اسرائیل اور وہابیہ کی حکومتوں کے انکار کا دعویٰ

مولانا احمد رضا خاں صاحب کے وقت میں نہ اسرائیل کی حکومت تھی نہ حرمین شریفین پر اہل نجد کا قبضہ تھا مگر ایسے حالات محض اتفاقی تھے شریعت کے کسی اصول کے تحت انکی حکومت میں کوئی مانع نہ تھا نہ یہ خدائی فیصلہ تھا کہ ان کی حکومت کبھی کہیں نہ ہو سکے گی۔

مولانا احمد رضا خاں نے محبت و عداوت کی بحث میں یہ اصول پیش کیا ہے کہ جو کفر عداوت پر مبنی ہو اسے دنیا میں کہیں عزت نہیں ملتی اور جو کفر محبت کی راہ سے آئے اسے اقتدار ملتا ہے خانصاحب اس تفصیل میں اشارۃً بریلیوں کو تسلی دے رہے ہیں کہ تمہارے کفر و شرک کے عقائد محبت کی راہ سے آرہے ہیں اس لئے وہ زیادہ پریشان نہ ہوں عداوت والے کفر سے تو وہ دنیا میں بہتر ہوں گے افسوس کہ خانصاحب کے ذہن میں یہ نہ آیا کہ کفر کفر ہے خواہ وہ کسی رستے سے آئے مومن کا سرمایہ نجات ایمان اور اس کے تقاضوں پر عمل کرنا ہے۔

مولانا احمد رضا خاں نے اسلام کے فلسفہ حکمت پر یہ افتراء باندھا ہے :-

نصرانی اور یہودی کافر دونوں ہیں ایک محبوبانِ خدا کی محبت میں دوسرے عداوت میں قرآن عظیم میں یہودیوں کو مغضوب علیہم اور نصاریٰ کو ضالین فرمایا یہی وجہ ہے کہ آج روئے ...ی یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہٖ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہیں اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں چنانچہ روافض کی حکومت ایران کا تخت موجود ہے اور وہابیہ کی ایک ٹپریہ بھی کہیں نہیں۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۲۲۳)

ناظرین کو معلوم ہے کہ اسرائیل یہودیوں کی سلطنت ہے اور سعودی عرب میں انہی لوگوں کا قبضہ ہے جو اعلیحضرت کے فلسفہ شریعت میں ایک ٹپریہ (جھونپڑی) کے مالک بھی نہ ہو سکتے تھے آجکل بھی ایسے کئی پیر ہیں جن کی پیشگوئیوں کا یہ حال ہے۔

اعلیحضرت کے جھوٹ

۱۔ سب داڑھی منڈوں پر لعنت کا دعویٰ اور قرآن پر افتراء:۔ اسلام میں داڑھی رکھنا سنت ہے لیکن جو داڑھی نہ رکھے قرآن کریم نے اس پر کہیں لعنت نہیں کی مگر اعلیحضرت بریلوی لکھتے ہیں "قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے" یہ قرآن پر کھلا افتراء ہے یہاں قرآنی عموم کی تاویل بھی نہیں چلتی کیونکہ قرآن عظیم کے یہ الفاظ حدیث کے بالمقابل مذکور ہیں پس یہاں نص قرآن مراد ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے قرآن پر یہ بہت ہی بڑا افتراء باندھا ہے۔

۲۔ داڑھی منڈوں کو قتل کرنے کی دھمکی اور حدیث پر افتراء:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مونچھیں کترا ؤ اور داڑھی چھوڑ دو مگر بات کسی صحیح حدیث میں نہیں ملتی کہ آپ نے

نصرانی اور یہودی کافر دونوں ہیں ایک محبوبانِ خدا کی محبت میں دوسرے عداوت میں قرآن عظیم میں یہودیوں کو مغضوب علیہم اور نصاریٰ کو ضالین فرمایا یہی وجہ ہے کہ آج روئے ــــــــــــ یہودی ایک گاؤں کا بھی حاکم نہیں بخلاف نصاریٰ کے کہ ان کی سلطنت ظاہر ہے اور بعینہٖ یہی مثال روافض و وہابیہ کی ہے کہ روافض مثل نصاریٰ کے محبت میں کافر ہیں اور وہابیہ مثل یہود کے عداوت میں چنانچہ روافض کی حکومت ایران کا تخت موجود ہے اور وہابیہ کی ایک ٹپریہ بھی کہیں نہیں۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص۲۲۳)

ناظرین کو معلوم ہے کہ اسرائیل یہودیوں کی سلطنت ہے اور سعودی عرب میں انہی لوگوں کا قبضہ ہے جو اعلحضرت کے فلسفہ شریعت میں ایک ٹپریہ (جھونپڑی) کے مالک بھی نہ ہو سکتے تھے آجکل بھی ایسے کئی پیر ہیں جن کی پیشگوئیوں کا یہ حال ہے۔

اعلحضرت کے جھوٹ

۱۔ سب داڑھی منڈوں پر لعنت کا دعویٰ اور قرآن پر افتراء:۔ اسلام میں داڑھی رکھنا سنت ہے لیکن جو داڑھی نہ رکھے قرآن کریم نے اس پر کہیں لعنت نہیں کی مگر اعلحضرت بریلوی لکھتے ہیں "قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے" یہ قرآن پر کھلا افتراء ہے یہاں قرآنی عموم کی تاویل بھی نہیں چلتی کیونکہ قرآن عظیم کے یہ الفاظ حدیث کے بالمقابل مذکور ہیں پس یہاں نص قرآن مراد ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب نے قرآن پر یہ بہت ہی بڑا افتراء باندھا ہے۔

۲۔ داڑھی منڈوں کو قتل کرنے کی دھمکی اور حدیث پر افتراء:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مونچھیں کترا ؤ اور داڑھی چھوڑ دو مگر یہ بات کسی صحیح حدیث میں نہیں ملتی کہ آپ نے

داڑھی منڈوں کو قتل کرنے کی دھمکی دی ہو مگر اعلیٰحضرت بریلوی حدیث پر افتراء باندھتے ہوئے لکھتے ہیں :-

> داڑھی منڈانے اور کتروانے والا فاسق معلن ہے اسے امام بنانا گناہ ہے فرض ہو یا تراویح۔ کسی نماز میں اسے امام بنانا جائز نہیں حدیث میں اس پر غضب اور ارادہ قتل وغیرہ کی وعیدیں ہیں اور قرآن عظیم میں اس پر لعنت ہے۔
> (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۷۳)

۳ ۔ ساس کی شلوار پر شہوت سے ہاتھ لگانے میں خیر کا دعوی بشرطیکہ گرمی نہ آئے :- مسلمانوں کے کسی فرقے اور کسی مسلک نے اجازت نہیں دی کہ داماد اس طرح بریلوی ساس کی شلوار پر شہوت سے ہاتھ لگا سکتا ہے۔ ایسے ناجائز کام کے متعلق خیر ہونے کا دعوی قرآن وحدیث پر ظلم اور فقہ اسلام پر افتراء ہے مولانا احمد رضا خاں صاحب کی کتاب احکام شریعت میں یہ کارِ خیر بایں صورت مرقوم ہے :-

> عرض ۔ معمولی چھینٹ جس کے پاجامے عورتوں کے ہوتے ہیں خوشدامن کا پاجامہ ایسی چھینٹ کا ہو اس پر اس کے جسم کو ہاتھ شہوت سے لگائے تو کیا حکم ہے ؟
> ارشاد ۔ اگر ایسا کپڑا ہے کہ حرارت جسم کی نہ معلوم ہو تو خیر ورنہ حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی۔
> (احکام شریعت حصہ دوم ص ۲۲۷)

تاریخ اسلام پر کسی فرقے کے کسی معتمد عالم نے اس فعل کو خیر نہیں کیا یہ محض جھوٹ ہے۔

مسائل و لطائف

بریلوی مذہب اپنی اصولی حیثیت میں آپ کے سامنے ہے اسے فروعی حیثیت سے بھی دیکھنا چاہیں تو چند مسائل ہدیہ قارئین ہیں مسائل

ہیں اختلافی تبصرے کی چنداں ضرورت نہیں۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم

بریلوی مسلمانوں کا نکاح برہمن پڑھا سکتا ہے

نکاح تو ہو ہی جائے گا اس واسطے کہ نکاح نام باہمی ایجاب و قبول کا ہے اگرچہ برہمن پڑھاوے۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۲۲۵)

طوائف کے ہاں میلاد پڑھنا اور اس کی شیرینی پر فاتحہ

مسئلہ ۸ (ج) طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جب کہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی کارِ خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں[1] اور اس کے لئے کسی شہادت کی حاجت نہیں۔ اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا تو اس کا قول قبول ہوگا بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام ہی سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئی (یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خرید کر وہی حرام روپیہ دیا) اور اگر ایسا نہ ہوا تو مذہب مفتی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ (احکام شریعت حصہ دوم ص ۱۲۵)

[1] معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰحضرت طوائفوں کی ایسی مجلسوں میں اکثر جاتے تھے اور انہیں ان کا خوب تجربہ تھا ممکن ہے اسی طرح آپ طوائف کی دلجوئی فرماتے ہوں تا کہ وہ راہ راست پر آجائیں۔

ہولی اور دیوالی کی مٹھائی

عرض:۔ کافر جو ہولی دیوالی میں مٹھائی وغیرہ بانٹتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد:۔ اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے۔

(ملفوظات اعلیحضرت حصہ اول ص 115)

بریلویوں کی نماز تیمم سے باطل اگر وہ حقے کے پانی سے وضو نہ کریں

حقے کے پانی سے وضو کرنا

ہندوستان پاکستان کے لوگ حقے کی حقیقت سے خوب واقف ہیں یہاں سگریٹ کا رواج زیادہ ہے حقہ کے واقف کار جانتے ہیں کہ حقے کا پانی تباکو کے اثر سے کتنا بدبودار ہو جاتا ہے اب کون ہے جو اس بدبودار پانی سے وضو کرے اور پھر خدا کا قرب تلاش کرے مولانا احمد رضا خان صاحب بریلوی لکھتے ہیں۔

مسئلہ 16:۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حقہ کے پانی سے وضو جائز رکھا گیا ہے وہ کون اور کس حالت پر۔

الجواب:۔ جب آب مطلق اصلاً نہ ملے تو یہ پانی بھی آب مطلق ہے اس کے ہوتے ہوئے تیمم ہرگز صحیح نہیں اور اس تیمم سے نماز باطل۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(ملفوظات اعلحضرت ۳ ص 224)

عرض :- رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد :- اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں۔ رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں باقی رہا اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔

(ملفوظات اعلحضرت ۲ ص ۳۰)

ایک سوال اور اس کا جواب

مولانا احمد رضا خاں نے مسلمانوں میں تفریق کیوں ڈالی؟ ترکوں کی مخالفت کیوں کی؟ علماء حق کے خلاف کفر کے گولے کیوں برسائے جن علماء نے ۱۸۵۷ میں آزادی ہند کی جنگ میں حصہ لیا تھا انہیں کافر کیوں کہا؟ حضور کی صفت وثنا کے بہانے دین کا پورا نقشہ بدلنے کی رسمیں کیوں ڈالیں؟

شاید اس لئے کہ انگریزی عملداری میں کوئی اچھا عہدہ مل جائے اعلحضرت خود بیان فرماتے ہیں کہ انہیں اکثر وزارت کا خیال رہتا تھا ایک مقام پر لکھتے ہیں۔

ع انشاء اللہ میں وزیر اعظم (حدائق بخشش حصہ سوم ص ۱۰۶)

اس قسم کے خیالات خانصاحب پر اس قدر غالب تھے کہ آپ نے علم جعفر میں دلچسپی لینی شروع کردی خانصاحب لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے حضور پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو

خواب میں دیکھا حضورؐ نے خاں صاحب کو کپڑے کا ایک تھان جس پر ا۔ ھ۔ ذ، لکھا ہوا تھا دکھایا خاں صاحب نے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ حضورؐ مجھے کیا فرما رہے ہیں اعلیٰحضرت نے ان الفاظ سے معلوم کیا کہ حضورؐ مجھے فرما رہے ہیں :۔

ا ھ ذ ۔ اھذ کے معنی ہیں فضول بک (ملفوظات حصہ اول ص۱۰۵)

اعلیٰحضرت بریلوی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جو جواب ملا ہم اس پر کوئی لفظ بڑھانا نہیں چاہتے یہی کافی ہے اور ہم اسی پر اکتفا کرتے ہیں ۔

انجمن تبلیغ الاسلام بریڈ فورڈ کے تمام ارکان اور مولوی ـــــ شاہ فیصل کی دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب سے کافر ہو گئے ۔

مولانا احمد رضا خاں کا فتوےٰ

جو شخص وہابیہ دیوبندیہ کے کفر میں شک کرے اس کے بارے میں احمد رضا خاں فرماتے ہیں :

بلاشبہ اس سے دور بھاگنا اور اسے اپنے سے دور کرنا اس سے بغض اس کی اہانت اس کا رد فرض ہے اور توقیر حرام وہدم اسلام ۔ اسے سلام کرنا حرام اس کے پاس بیٹھنا حرام ۔ اس کے ساتھ کھانا پینا حرام اس کے ساتھ شادی بیاہت حرام اور قربت زنا خالص اور بیمار پڑے تو اسے پوچھنے جانا حرام ۔ مرجائے تو اس کے جنازے میں شرکت ۔ اسے مسلمانوں کا سا غسل و کفن دینا حرام ۔ اس پر نماز جنازہ پڑھنا حرام بلکہ کفر ۔ اس کا جنازہ اپنے کندھوں پر اٹھانا ۔ اس کے جنازے کی مشایعت حرام ۔ اسے مسلمانوں کے مقابر میں دفن کرنا حرام ۔ اس کی قبر پر کھڑا ہونا حرام ۔ اس کے لئے دعائے مغفرت یا ایصالِ ثواب حرام بلکہ کفر ۔

عرفانِ شریعت ۔ صفحہ ۳۹

یہ بریلوی مذہب کے بانی مولانا احمد رضا خاں بریلوی کا مذہبی اور اعتقادی تعارف تھا اب چند سطور آپ کے ذاتی تعارف میں بھی تتمہ کے طور پر ہدیۂ ناظرین ہیں ۔

مولانا احمد رضا خاں بڑہیچ کے کچھ ذاتی حالات

مولانا احمد رضا ۱۴ جون ۱۸۵۶ء مطابق ۱۲۷۲ھ بریلی میں پیدا ہوئے قوم بڑہیچ سے تعلق رکھتے تھے آپ کا شجرۂ نسب احمد رضا بن نقی علی بن رضا علی بن کاظم علی سے چلتا ہے خاندان کے اکثر نام شیعہ طرز پر ہیں والدین نے آپ کا نام مختار رکھا تھا آپ نے بدل کر احمد رضا رکھ لیا۔

انگریزوں کے ہاں آپ کے خاندان کی بڑی عزت تھی ۱۸۵۷ کی جنگ کے بعد جب انگریزوں نے ہندوستان پر پورا تسلط پالیا تو بریلی کے سب بااثر حضرات نے بریلی کو خیر آباد کہہ دیا تھا لیکن مولانا احمد رضا کے دادا رضا علی کو انگریزوں سے کوئی خطرہ نہ تھا صاحب سوانح لکھتا ہے۔

مسلمانوں کو گرفتار کر کے تختہ دار پر چڑھایا جا رہا تھا مولانا رضا علی خاں صاحب اس زمانہ میں بریلی کے محلہ ذخیرہ میں قیام فرماتے شہر کے بڑے بڑے بااثر لوگوں نے گھروں کو خیر آباد کہہ دیا تھا اور دیہاتوں میں جا کر روپوش ہو گئے مولانا صاحب نے باوجود لوگوں کے اصرار کے بریلی نہ چھوڑی۔ (سوانح اعلحضرت ص۲۰)

مرزا غلام احمد قادیانی کے والد مرزا غلام مرتضےٰ نے بھی ۱۸۵۷ء میں انگریزوں کی بڑی خدمات سر انجام دی تھیں جن کا مرزا غلام احمد نے بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے مرزا غلام احمد کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر انگریزی عملداری کی ان خدمات میں اپنے باپ کے ساتھ تھے۔

مولانا احمد رضا خاں کے پہلے استاد مرزا غلام قادر تھے جو آپ پر دل و جان سے قربان تھے صاحب سوانح لکھتا ہے۔

اعلحضرت کے یہ استاد اعلحضرت پر جان چھڑکتے تھے (سوانح اعلحضرت بریلوی ص۳۰)

پانچ سال کی عمر تھی والدہ نے لمبا کرتہ پہنا رکھا تھا جو زیر جامہ کا کام بھی دیتا تھا باہر کچھ عورتیں نظر آئیں فوراً کرتے کا دامن اٹھا کر آنکھوں پر رکھ لیا تاکہ غیر محرم پر نظر نہ پڑے عورتیں اس صورتحال پر مسکرائیں تو آپ نے فرمایا۔

جب نظر بھٹکتی ہے تو دل بھٹکتا ہے اور جب دل بھٹکتا ہے تو ستر کا مزاج خراب ہوتا ہے۔
(سوانح اعلیٰحضرت ص۱۱)

بریلوی مذہب والوں نے اس واقعہ پر جواب کی لذت کا عنوان قائم کیا ہے۔ لوگ پوچھتے کہ پانچ سال کی عمر میں آپ کو کیسے پتہ تھا کہ ستر کا مزاج بگڑتا بھی ہے خود بالغ نہیں کہ ان حالات کو سمجھتے ہوں والد نے بتایا ہو یہ بھی قرین تسلیم نہیں الہام ہوا ہو یہ بھی بظاہر سمجھ میں نہیں آتا کسی کے ایسے حالات دیکھے ہوں گے معلوم نہیں کہ آپ پر اس عمر میں یہ راز کس نے کھولا تھا تاہم یہ ضرور ہے کہ آپ نے اس عمر میں بھی اپنی نگاہوں کو غیر محرم سے روکا تھا لیکن حیرت کی انتہا ہے کہ بڑی عمر میں آپ کی نگاہیں کہاں کہاں پہنچتی ہیں حسب ذیل واقعہ سنیے اور بریلوی مذہب کی روایات پر سر دھنیئے ہماری تو سمجھ میں نہیں آتا کہ کوئی لڑکی اٹھارہ سال کی عمر تک بھی ماں کا دودھ پیتی رہی ہو بہر حال مولانا احمد رضا لکھتے ہیں۔

میں نے خود دیکھا کہ گاؤں میں ایک لڑکی ۱۸ یا ۲۰ برس کی تھی ماں اس کی ضعیفہ تھی اس کا دودھ اس سے نہ چھڑایا تھا ماں ہر چند منع کرتی وہ زور آور تھی پچھاڑتی اور سینے پر چڑھ کر دودھ پینے لگتی۔

(ملفوظات حصہ سوم ص۵۸)

جو نگاہیں بچپن میں غیر محرم عورتوں سے بچتی ہوں وہ جوانی میں ۱۸ سال کی لڑکی کو اور اس کی ماں کے سینہ کو کیسے دیکھتی ہوں گی یہ سوچنے کی بات ہے مگر یہ بات پختہ ہے کہ آپ بچپن ہی سے ستر کے مزاج سے خوب واقف تھے اور آپ کے استاد مرزا غلام قادر آپ پر جان چھڑکتے تھے۔

مولانا مظہر اللہ دہلوی کے ایک بیان سے پتہ چلتا ہے کہ مولانا احمد رضا خان کی طبیعت چلبلی تھی اور عورتوں کے بارے میں فحش شعر آپ کی طبیعت سے بعید نہ تھا لیکن آپ اپنے ایسے اشعار شائع کرنا پسند نہ فرماتے تھے یہ آپ کی پرائیویٹ زندگی تھی موصوف لکھتے ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ فاضل موصوف کی چلبلی طبیعت سے ان عورتوں کے حق میں یہ کلام صادر ہوا ہو لیکن وہ ان کو طبع نہ کرانا چاہتے ہوں اور اکثر ایسا ہوتا ہے تو دوسرے کو کیا حق ہے کہ ان کی مرضی کے خلاف ان کو شائع کرائے۔ (فتاویٰ مظہری ص۲۹۲)

مفتی صاحب کا جملہ کہ اکثر ایسا ہوتا ہے اعلحضرت کی پرائیویٹ زندگی کی وضاحت کرتا ہے
مولانا احمد رضا خاں کے بعض معتقدین یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت بہت زاہد اور عابد تھے تہجد
کبھی قضاء ہوتی تھی مگر حقیقت حال اس سے مختلف ہے نوافل آپ نے بالکل چھوڑ رکھے تھے
اور سنتیں چھوڑنے کی راہ ہموار کر رہے تھے ایک دفعہ خود بات کھول دی۔

میں اپنی حالت دیکھتا ہوں جس میں فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف
ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں[1] (ملفوظات حصہ سوم ۴۵)

آپ کے خسر شیخ فضل حسین مرحوم نواب کلب علی خاں والئے رامپور کے مشیروں میں سے
تھے (سوانح ص) نواب کلب خاں انگریزوں کے نہایت معتمد اور وفادار ساتھی تھے اور
رامپور کے مولانا عبد العلی صاحب سے بھی جو مولانا احمد رضا خاں کے استاد تھے دستارِ فضیلت
اپنے والد مرحوم سے لی تھی دادا مرحوم انگریزی عملداری میں معزز شخصیت تھے۔

انگریزوں کی انہی عنایات کا نتیجہ تھا کہ اعلحضرت نے جب فتوے کا قلمدان سنبھالا تو انگریزی
عہد کے ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا فرماتے ہیں۔

ہندوستان بفضلہ دار الاسلام ہے۔ (احکام شریعت ۲ ص ۱۵۱)

اس وقت کے سیاسی لیڈر آپ کو انگریزوں کا طرفدار سمجھتے تھے کاٹھیاواڑ کی تاریخی
ایجوکیشنل مسلم کانفرنس میں شمولیت اور مالی امداد کرنے کو جن اسی بریلوی علماء نے حرام قرار دیا تھا
اس میں سر فہرست مولانا احمد رضا خاں اور مولانا دیدار علی شاہ صاحب کے دستخط تھے۔

مولانا احمد رضا خاں نے مارہرہ کے نامور بزرگ شاہ آل رسول سے ۱۲۹۴ھ میں بیعت
کی آپ کو اسی سال خلافت ملی آپ کے خلفاء میں ان کے دونوں صاحبزادے مولانا نعیم الدین مراد آبادی
مولانا عبد العلیم صدیقی والد شاہ احمد نورانی مولانا امجد علی مصنف بہار شریعت اور مولانا عبد الباری لکھنوی

---

[1] حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح فرماتے ہیں مشائخ نفلوں کو بھی فرض کی سی اہمیت دیتے ہیں بندہ مومن
نفلوں کے ذریعہ خدا کا محبوب بنتا ہے (الفتح الربانی مجلس ۱۹ ص ۱۴۴)

تھے مولانا عبدالباری نے لکھنؤ میں خدام الحرمین کے نام سے جماعت قائم کی اور آل سعود کی مخالفت میں نمایاں کام کیا لوگ آپ کو بدھو میاں کہتے تھے آپ آل سعود کی مخالفت کرتے تھے مگر گاندھی کی حمایت میں بہت پیش پیش تھے۔ برہچاری سہسوانی آپ کے بارے میں کہا کرتے تھے ۔

بدھو میاں بھی حضرت گاندھی کے ساتھ ہیں	گو مشت خاک ہیں مگر آندھی کے ساتھ ہیں

(سوانح اعلحضرت ص۸۱)

مسند تدریس کے لحاظ سے مولانا احمد رضا خاں کی کوئی نمایاں خدمات نہیں اختلافی مسائل کے چند رسائل چھوڑ کر کسی فن اور کسی علم میں آپ کی کوئی عربی تصنیف نہیں آپ نے جن علماء کی مخالفت کی ان کی علم حدیث پر تصنیفات کئی کئی جلدوں میں ملتی ہیں مگر آپ کی زندگی زیادہ تر فتوے لگانے میں گزری ۔

آپ نے وفات سے دو گھنٹے سترہ منٹ پہلے ایک وصیت کی جس میں عمدہ عمدہ کھانوں کی ایک عجیب فہرست ترتیب دی اور ۱۳۴۰ھ میں وفات پائی صاحبزادہ حامد رضا خاں نے نماز جنازہ پڑھائی آپ کو ایک گلی میں دفن کیا گیا جہاں دور دراز سے آنے والے عقیدتمند کئی ہفتوں تک پھول ڈالتے رہے ۔

جس طرح لاہوری فرقے کے مرزائی مرزا غلام احمد کو مجدد تسلیم کرتے ہیں بریلوی مذہب والے مولانا احمد رضا خاں کو مجدد مانتے ہیں جیسا کہ مولانا احمد رضا خاں نے اپنی وصیت میں کہا تھا وہ آپ کی پیروی کو سب سے بڑا فرض سمجھتے ہیں مرزائی مرزا غلام احمد کی پیروی کو فرض جانتے ہیں اور بریلوی مذہب والے مولانا احمد رضا کے مجدد ہونے پر ایمان رکھتے ہیں ۔

مولانا احمد رضا خاں جب سوتے تو اپنی ٹانگوں کو پیٹ سے اس طرح فاصلے پر رکھتے کہ سونے کی حالت میں بدن لفظ محمد کی شکل اختیار کر لے آپ کے ایک مرید ایوب علی صاحب

بیان کرتے ہیں۔

اس انداز استراحت سے اعلحضرت کی غرض غالباً یہ ہوگی کہ جسم لیٹنے کی حالت میں شکل محمد اختیار کرے اور اگر روح پرواز کرے تو ایک ایسی شکل پر پرواز کرے جو محبوب و پسندیدہ ہے۔ (سوانح اعلحضرت صـ۱۴۲)

افسوس کہ آپ کے لواحقین نے آپ کو آخری نیند میں اس شکل پر نہ رہنے دیا اور وفات کے بعد ٹانگیں سیدھی کر دیں اور صحیح طریقے پر آپ کو قبر میں لٹا دیا۔

آپ کی مجددیت اور کار تجدید سے امت کو کہاں تک فائدہ پہنچا اور اس سے اس صدی میں جس کے آپ مجدد تھے کہاں تک برکتیں پھیلیں اس کے لئے ہم آپ کے خلیفہ مولانا نعیم الدین مراد آبادی (۱۹۴۸ء) کے اس فیصلے پر اکتفا کرتے ہیں:۔

موجودہ صدی سے قبل مسلمان ہر حیثیت میں اعلیٰ نظر آتے تھے ان میں دینداری بھی تھی۔ غیرتِ اسلامی بھی۔ دنیا میں ان کا وقار بھی تھا اعتبار بھی۔ رعب و ہیبت بھی۔ قوت و شوکت بھی۔ کفار ان کے خوف سے کانپتے تھے۔ (اطیب البیان صـ۱)

مولانا احمد رضا کے مجدد بننے کا فیض اور کہاں کہاں پہنچا یہ ایک تلخ داستان ہے آپ کے مجددانہ کارناموں نے مسلمانوں کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا۔ اس پہ مولانا نعیم الدین شہادت دے چکے ــــ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

شرافتِ انسانی کے نام پر باحیا انسانوں سے دردمندانہ اپیل

بریلوی مذہب کے بانی مولانا احمد رضا نے شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کے ذمہ خدا کا یہ تصور لگایا ہے اس الزام تراشی میں مولانا احمد رضا نے جو زبان استعمال کی ہے اس سے ہر شریف اور باحیا انسان کانپ اٹھتا ہے۔ چہ جائیکہ وہ بریلوی رہ سکے ۔۔ نمونہ ملاحظہ ہو ۔۔ نقل کفر کفر نباشد۔

> اس کا علم اس کے اختیار میں ہے چاہے تو جاہل رہے ایسے کو جس کا بہکنا ۔ بھولنا ۔ سونا ۔ اونگھنا ۔ غافل رہنا ۔ ظالم ہونا حتیٰ کہ مرجانا سب کچھ ممکن ہے ۔ کھانا ۔ پینا ۔ پیشاب کرنا ۔ پاخانہ پھرنا ۔ ناچنا تھرکنا ۔ نٹ کی طرح کلا کھیلنا ۔ عورتوں سے جماع کرنا ۔ لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا ۔ حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بنتا کوئی خباثت کوئی فضیحت اس کی شان کے خلاف نہیں ۔ وہ کھانے کا منہ ۔ بھرنے کا پیٹ اور مردی اور زنی کی علامتیں (آلہ تناسل اور شرمگاہ) بالفعل رکھتا ہے ۔ صمد نہیں جوف دار کھکل ہے سبوح وقدوس نہیں خنثیٰ مشکل ہے یا کم سے کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتا ہے اور یہی نہیں اپنے آپ کو جلا بھی سکتا ہے ڈبو بھی سکتا ہے زہر کھا کر یا اپنا گلا گھونٹ کر بندوق مار کر خودکشی بھی کر سکتا ہے اس کے ماں باپ جورو بیٹا سب ممکن ہیں بلکہ ماں باپ ہی سے پیدا ہوا ہے ربڑ کی طرح پھیلتا اور سمٹتا ہے برھما کی طرح چو مکھا ہے۔
>
> العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ صفحہ ۲۵

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

اندازہ کریں کہ مولانا احمد رضا الزام تراشی میں کس طرح کی زبان استعمال کرتے تھے اور بات کو کیسے مزے لے لے کر بڑھاتے تھے۔ افسوس کہ انہوں نے اس باب میں ذات کبریا جلّ وعلا کا بھی لحاظ نہ کیا اور وہ کچھ کہہ گئے جس کے ذکر سے زبان لرزتی اور قلم رکتا ہے۔